سعیدُ البیان

فی مَولدِ سیّدِ الاِنسِ والجان

(اردو)

مصنف

عمدۃ العارفین زبدۃ السالکین قطب العالم غوث الزمان حبیب الرحمٰن

حضرت مولانا شاہ احمد سعید مجددی فاروقی نقشبندی

دہلوی مہاجر مدنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

مکتبہ مجددیہ

کتاب کا عنوان: سعیدُ البیان فی مَولدِ سیّدِ الاِنسِ والجان

زبان: اردو (ریختہ)

مصنف: حضرت شاہ احمد سعید مجددی فاروقی نقشبندی دہلوی مہاجر مدنی، وفات ۱۲۷۷ھ

الیکٹرانک ایڈیشن، صفر ۱۴۳۷ھ مطابق دسمبر ۲۰۱۵ء

ناشر: مکتبہ مجددیہ، حیدرآباد، سندھ، پاکستان

کتابت، تخریج اور تعلیق: ڈاکٹر عبد الرحیم نظامانی، سویڈن

اصل نسخے جن کی بنیاد پر موجودہ ایڈیشن تیار کیا گیا:

۱۔ مطبوع شمس المطابع، میرٹھ۔ اشاعتِ دوم ۱۹۲۰ء، تعداد ۶۰۰، صفحات ۶۵

۲۔ مرتبہ: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان، مطبوعہ: خواجہ پرنٹرز اینڈ پبلشرز، کراچی

Maktabah Mujaddidiyah, 2015

www.maktabah.org

فہرست

مقدمہ

"سعید البیان فی مولد سید الانس والجان" ریختہ اردو میں حضرت شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی دہلوی مہاجر مدنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (۱۲۱۷ تا ۱۲۷۷ھ) کی تصنیف لطیف ہے۔ میلادِ سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے موضوع پر یہ عظیم الشان تحریر ایک ایسی صاحبِ عرفان ہستی کے قلم سے ظہور پذیر ہوئی جن کا فیضِ روحانی آج عالمِ اسلام کے اطراف و اکناف میں عام ہے بلکہ پوری دنیا کے اندر آپ کا طریقہ مبارکہ پیاسے دلوں کو سیراب کر رہا ہے۔

فاضل مصنف کے پوتے حضرت شاہ محمد معصوم مجددیؒ ذکر السعیدین میں لکھتے ہیں کہ حضرت مصنف یہ رسالہ ہر سال ۱۱ ربیع الاول کو اجتماعِ عام میں پڑھتے تھے۔ اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کی خانقاہ شریف دہلی یعنی خانقاہِ مظہریہ میں ہر سال ۱۱ ربیع الاول کو میلاد النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا اجتماع ہوتا تھا، جس سے آپ خود خطاب فرماتے تھے اور یہ رسالہ پڑھ کر حاضرین کو سناتے تھے۔ یاد رہے کہ یہ خانقاہ دہلی میں تھی، جہاں ۱۲ ربیع الاول کو میلاد شریف کے دیگر بھی کئی اجتماعات ہوتے ہوں گے، جس کی وجہ سے حضرت مصنف نے اپنا اجتماع ۱۱ ربیع الاول کو مقرر کیا ہو گا۔ مثلاً شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی خانقاہ میں بھی ہر سال ۱۲ ربیع الاول کو ایک بڑا اجتماع ہوتا تھا۔

ایسی متبرک ہستی کی یہ مبارک تحریر، وہ بھی میلادِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے محبوب موضوع پر، کتنے ہی عرصہ سے نایاب و ناپید تھی۔ ماضی قریب میں ملک محبوب الرسول قادری صاحب نے اس رسالہ کا ایک پرانہ مطبوع نسخہ جو ۱۹۲۰ میں مطبع شمس العلوم میرٹھ سے طبع ہوا تھا، حاصل کیا اور اسے دوبارہ عکسی صورت میں علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ

سینٹر پاکستان سے ۲۰۱۳ء میں شایع کیا۔ ۶۵ صفحات پر مشتمل اس رسالہ کی ۱۹۲۰ میں دوسری طباعت تھی، ظاہر ہے کہ اس کی اولین طباعت اس سے بھی پہلے ہوئی ہوگی۔ اس کے بعد بھی یہ رسالہ کئی دفعہ چھپ چکا ہے۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب علیہ الرحمۃ نے بھی اس کا متن کراچی سے شایع کیا، جس کی بنیاد علامہ زید ابو الحسن فاروقی دہلوی علیہ الرحمۃ کا تصحیح کردہ نسخہ تھا۔

موجودہ ایڈیشن

مندرجہ بالا دونوں نسخے عکسی صورت میں اب انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔ لیکن دونوں کی تحریر قلمی ہے اور تخریج و تعلیق پر خاص توجہ نہیں دی گئی۔ اس رسالہ کی اہمیت اور حضرت مصنف کے مقام اور عظمت کی پیش نظر راقم الحروف نے اِس کا جدید کمپیوٹر کمپوزنگ کے ساتھ یہ الیکٹرانک ایڈیشن تیار کیا ہے جسے کمپیوٹر و موبائل وغیرہ پر پڑھنا بالکل آسان ہے۔

اس ایڈیشن کی تیاری میں احتیاط برتی گئی ہے کہ اصل نسخہ کے الفاظ مِن وعن نقل کیے جائیں اور کسی بھی طرح کی تبدیلی نہ کی جائے، جس سے حضرت مصنف کے اصل الفاظ کی برکت قائم رہے۔ لیکن ضرورت کے پیش نظر کہیں کہیں بریکٹوں () میں عبارت کی وضاحت و تشریح کے لئے کچھ الفاظ شامل کئے گئے ہیں، جسے اصل تحریر کا حصہ نہ سمجھا جائے۔ اس کے ساتھ فوٹ نوٹس بھی دیے گئے ہیں اور تخریج کی بھی ممکنہ حد تک کوشش کی گئی ہے۔ کتاب کے اہم حصوں پر عنوانات بھی قائم کیے گئے ہیں۔ اگر کوئی لفظ ایک نسخہ میں موجود ہے اور دوسرے میں نہیں، وہ لفظ اسکوائر بریکٹس [ ] میں دیا گیا ہے۔

چونکہ اس رسالہ کا اسلوبِ بیان پرانی اردو والا ہے، یعنی فعل و حرف جار وغیرہ مقدم ہیں۔ اس لئے موجودہ زمانے کا ایک عام قاری، باوجود آسان الفاظ کے، اسے پڑھتے ہوئے

دقت محسوس کرتا ہے۔ اس لئے حسبِ ضرورت کاما، فل اسٹاپ اور دیگر اشارات کی مدد سے عبارت کو تقسیم کیا گیا ہے تاکہ پڑھنے میں آسانی ہو۔ کچھ مشکل الفاظ کا ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔

یہ عاجز فارسی اور عربی میں مہارت نہیں رکھتا۔ اس لئے عربی و فارسی عبارتوں کا ترجمہ صرف دیگر ذرائع سے نقل کیا ہے۔ کئی اشعار کا اردو ترجمہ نہیں مل سکا، جس کی کمی محسوس کی جاسکتی ہے۔ کوشش کریں گے کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کمی کو پورا کیا جائے۔

باوجود پوری کوشش کے، عین ممکن ہے کہ کئی غلطیاں رہ گئی ہوں، اور کچھ کم بیشی بھی ہوسکتی ہے، جس کا ادارہ مکمل ذمہ دار ہے۔ آئندہ ایڈیشن میں اغلاط کی تصحیح کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ اگر کوئی بھی غلطی نظر آئے تو براہ مہربانی مکتبہ مجددیہ کو اطلاع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کا تدارک کیا جاسکے۔

ڈاکٹر عبد الرحیم نظامانی
گوتھن برگ، سویڈن

سعیدُ البیان فی مَولدِ سیّدِ الاِنسِ والجانّ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جمیع محامد، ازل سے تا ابد، ثابت ہیں اُس ذاتِ پاک کو، کہ کوئی شریک اُس کا نہیں۔ اور صلوٰۃِ کاملہ نازل ہو جیو اوپر رسولِ مقبول (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) ہمارے کے، کہ اسم شریف اُن کا محمدؐ ہے۔ اور آل اور اصحاب اور ازواج اور اتباع اُن کے پر۔

اِلٰہِیۡ وَ مَوۡلَائِیۡ لَا اُحۡصِیۡ ثَنَاءً عَلَیۡکَ اَنۡتَ کَمَا اَثۡنَیۡتَ عَلٰی نَفۡسِکَ [1]۔

(اے میرے خدا اور میرے مولا! میں تیری تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے۔)

شعر [2]

مقدور ہمیں کب تِرے وَصفوں کے رَقم کا
حقّا کہ خُداوند ہے تو لَوح و قلم کا

[1] الصحيح المسلم، كتاب الصلاة، باب ما يقال في الركوع والسجود

[2] خواجہ میر درد

۱۔ فضائل سید المرسلین از قرآن کریم

اور ایسے ہی تعریف حبیب تیرے کی نہیں ہو سکتی، جیسے آپ نے تعریف فرمائی ہے بیچ کلامِ مبارک اپنے کے۔ شعر [3]

محمدؐ ہے نبی ممدوحِ ذاتِ کبریائی کا
کرے بندہ گر اُس کی مدح دعویٰ ہے خدائی کا

چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۝[4]

(بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان)

بتا دیا اللہ تعالیٰ نے سب کو، کہ ہم نے بھیجا رسول اُنہیں میں سے، کہ جانتے ہیں اُس کے مرتبہ کو، کہ سچّا اور امین ہے۔ یا سب سے بہتر اوپر قراءت فتحہ کے۔ اور دو نام اپنے ناموں سے دیے، ایک رؤف دوسرا رحیم، کہ کسی اور کو نہیں دیے۔ اور فرمایا

[3] میاں یحییٰ امان المعروف قلندر بخش جرأت دہلوی، منتخب دیوانِ جرأت۔ اصل شعر میں "کرے" کی بجائے "کہے" ہے۔

[4] سورة التوبة ۹، آیة ۱۲۸

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ۝[5]

(بیشک اللہ نے بڑا احسان فرمایا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے، اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے)

اور فرمایا

كَمَا اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيَاتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۝[6]

(جیسا کہ ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا)

حضرت علی[مرتضیٰ]کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ سے تفسیر "مِنْ اَنْفُسِكُمْ" میں منقول ہے کہ حضرت آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ السَّلَامُ سے آباء ہمارے میں نکاح کی سُنّت جاری ہے اور سفاح نہیں ہوا۔

[5] سورة آل عمران ٣، آية ١٦٤

[6] سورة البقرة ٢، آية ١٥١

کہا ابنِ کلبی نے، لکھیں میں نے واسطے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کے پانچ سومائیں، نہیں پائے میں نے اُن میں رسوم جاہلیت کے۔ ابنِ عباسؓ سے روایت ہے تفسیر "وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیۡنَ"[7] میں: ایک نبی سے دوسرے نبی تک، یہاں تک کہ نکالا تم کو نبی۔

حضرت امام جعفر صادق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے فرمایا، کہ جانا اللہ تعالیٰ نے عاجز ہونا خلق کا فرمانبر داری اپنی سے، اس واسطے مقرّر کیا رسول جنس اُن کی سے، پہنایا اُس کو اوصاف اپنے سے خلعت رافت اور رحمت کی، اور کی فرمانبر داری اُس کی فرمانبر داری اپنی۔ چنانچہ فرمایا

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ[8]

(جس نے رسول کا حکم مانا، بیشک اُس نے اللہ کا حکم مانا)

اور فرمایا

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ۝[9]

(اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر)

[7] سورۃ الشعراء ۲۶، آیۃ ۲۱۹۔ ترجمہ: اور (وہ دیکھتا ہے) سجدہ گزاروں میں تمہارے دورے کو۔

[8] سورۃ النساء ۴، آیۃ ۸۰

[9] سورۃ الانبیاء ۲۱، آیۃ ۱۰۷

کہا ابو بکر ابنِ طاہر نے، مزیّن کیا اللہ تعالیٰ نے محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو ساتھ زینتِ رحمت کے۔ پس ہوا وجود اور صفات اُن کی رحمت واسطے خلق کے۔ مسلمان کو ہدایت حاصل ہوئی، منافق کو امن قتل سے، کافر کو تاخیر عذاب کی۔

حضرت سرورِ عالم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جبرئیلِ امینؑ سے پوچھا کہ تم کو بھی پُہنچا کچھ رحمت میری سے؟ عرض کیا بَلٰی یارسولَ اللہ! میں متردّد تھا اپنی عاقبت سے، پس امن میں ہو گیا آپ کے سبب سے، کہ تعریف کی اللہ [تعالیٰ] نے میری ساتھ قول اپنے کے

ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ۝ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ۝[10]

(جو قوت والا ہے، مالکِ عرش کے حضور عزت والا ہے۔ وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے، امانت دار ہے۔)

اور نام رکّھا حضرتؐ کا اللہ تعالیٰ نے بہت جائے نور اور سراجِ منیر۔ چنانچہ فرمایا

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ[11]

(ترجمہ: بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا۔)

اور فرمایا

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا۝ وَّدَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا۝[12]

[10] سورة التكوير ٨١، آية ٢٠

[11] سورة المائدة ٥، آية ١٥

[12] سورة الأحزاب ٣٣، آية ٤٥

(اے نبی! بیشک ہم نے آپ کو مشاہدہ کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب۔)

اور "الم نشرح" میں کمال تعریف حضرتؐ کی فرمائی۔ اِس طرح سے کہ کھول دیا دل اُن کا واسطے ایمان اور ہدایت کے۔ اور وسیع کر دیا واسطے اُٹھانے علم اور حکمت کے۔ اور دُور کر دیا بوجھ کاموں جاہلیت کا۔ اور پاس کر دیا نام اُن کا ساتھ نام اپنے کے، کلمہ میں اور اذان میں اور خطبہ میں اور نماز میں۔ کیا مسلمان کیا مؤذّن کیا خطیب کیا نمازی، ہر ایک کہتا ہے

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

(میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی خدا نہیں مگر اللہ، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں)

روایت کی ہے ابو سعید خُدری (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) نے کہ حضرت سرورِ عالم صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا، کہ آیا میرے پاس جبرئیل، پس عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے، کہ جانتے ہو تم، کس طرح بلند کیا میں نے ذکر تمہارا؟ کہا میں نے، اللہ و رسول اُس کا داناتر ہے۔ کہا جبرئیل نے، فرمایا حق تعالیٰ نے، کہ جب ذکر کیا جاؤں میں، ذکر کیا جاوے تُمہارا ساتھ میرے، اور جس نے تمہارا ذکر کیا اُس نے میرا ذکر کیا، اور کیا ایمان میں نے پورا ساتھ ذکر اپنے اور تُمہارے کے۔ چنانچہ فرمایا

"اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ"[13] و "اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ"[14]

[13] سورة آل عمران ٣، آية ٣٢

[14] سورة النساء ۴، آية ١٣٦

(ترجمہ اول: حکم مانو اللہ اور رسول کا۔ ترجمہ دوم: ایمان رکھو اللہ اور اس کے رسول پر۔)

جمع کیا اپنے میں اور رسول میں ساتھ واؤ عطف کے کہ شرکت کے واسطے ہے، اور یہ اور کسی کو جائز نہیں۔ حضرت نے فرمایا، نہ کہے کوئی "مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فَلَانٌ"، ولاکن کہے "مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فَلَانٌ"۔

اور فرمایا حق تعالیٰ نے فضیلت میں حضرت کی

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ[15]

(اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔)

اور توریت میں بیچ شان حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے یہ لکھا ہے

"اے نبی! ہم نے بھیجا تم کو گواہ اوپر سب کے، اور بشارت دینے والے مؤمنین کو ساتھ جنّت کے، اور ڈرانے والے کافروں کو ساتھ نار (جہنم) کے، اور پشت پناہ واسطے ناخواندوں کے۔ تم بندے میرے اور رسول میرے۔ نام رکھا میں نے تمہارا متوکّل۔ نہیں ہو سخت خو اور نہ سخت گو، اور نہ شور و شغب کرنے والے بازاروں میں، اور نہ بدلہ لینے والے بُرائی کا ساتھ بُرائی کے، لیکن معاف کرنے والے اور بخشنے والے قصور لوگوں کے۔ اور ہرگز انتقال نہ فرماویں گے یہاں تک کہ درست ہو جاوے گا دین، کہ پہلے تھا نادرست۔ سب کہیں گے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"۔ اور کھول دے گا اللہ تعالیٰ بسبب اُن کے آنکھیں اندھی، اور کان بہرے،

15 سورة آل عمران ۳، آية ۳۱

اور دل غافل۔ اور اسلام دین اُن کا، اور 'احمد' اسم شریف اُن کا ہو گا۔" اور دوسری روایت میں یوں ہے: "بندہ میرا احمدؐ اچھا ہے، اور جگہ پیدائش اُن کی مکّہ، اور مکان ہجرت کا مدینہ، اُمّت اُن کی تعریف کرنے والی خدا کی سب حال میں"۔ تمام ہوئی عبارت توریت کی۔

اور بعضی خصوصیتوں حضرتؐ سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خطاب کیا انبیاء کو ساتھ ناموں اُنکے کے: یا آدم، یا نوح، یا ابراہیم، یا داوٗد، یا موسیٰ، یا عیسیٰ، یا یحییٰ، یا ذکریا۔ اور ہمارے حضرت کو ساتھ اوصاف کے خطاب کیا:

يَآ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ[16] (اے رسول!)

يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ[17] (اے نبی!)

يَآ اَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝[18] (اے کملی کی جھرمٹ مارنے والے!)

يَآ اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝[19] (اے چادر اوڑھنے والے!)

اور قسم کھائی [جانِ] عالی شان کی بیچ "**لَعَمْرُكَ**"[20] کے۔

16 سورة المائدة ۵، آية ۴۱

17 سورة الانفال ۸، آية ۶۴

18 سورة المزمل ۷۳، آية ۱

19 سورة المدثر ۷۴، آية ۱

20 سورة الحجر ۱۵، آية ۷۲

اور تمام سورۂ والضحیٰ بیچ تعریف آپ کی بھری ہے، خصوصًا

وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰىؕ[21]

(اور بیشک قریب ہے کہ تمہارارب تمہیں اتنادے گا کہ تم راضی ہو جاؤگے)

یعنی رب تمہارا ایسی عنایت فرمائے گا کہ تم خوش ہوگے۔ حضرت نے فرمایا: میں راضی نہ ہوں گا، اگر ایک شخص بھی میری اُمّت سے دوزخ میں رہے گا۔ سبحان اللہ! کیا شفقت اور رحمتِ عام ہے۔

اور سورۂ والنجم اسرارِ معراج شریف پر مشتمل ہے۔ پاکی حضرت کے دل اور زبان اور جوارح کی مذکور اس میں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

مَا كَذَبَ الۡفُؤَادُ مَا رَاٰى[22] (دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا)

یعنی آمیزش دروغ کی حضرت کے دل نے نہیں کی بیچ مشاہدات اپنے کے۔

وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰىؕ[23] (اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے)

یعنی حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کلام نہیں فرماتے ہیں خواہشِ نفسانی سے۔

مَا زَاغَ الۡبَصَرُ وَمَا طَغٰى[24] (اُن کی آنکھ نہ کسی اور طرف مائل ہوئی اور نہ حد سے بڑھی)

[21] سورة الضحىٰ ۹۳، آية ۵

[22] سورة النجم ۵۳، آية ۱۱

[23] سورة النجم ۵۳، آية ۳

[24] سورة النجم ۵۳، آية ۱۷

یعنی کج روی نہیں کی چشمِ مبارک حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اور مقصد سے تجاوز نہیں کیا۔ اور فرمایا

لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی[25]

(بیشک انہوں نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں)

یعنی تحقیق دیکھا حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے بعضی نشانیاں بڑی پروردگار اپنے کی۔ اس میں اشارہ اجمالاً ہے طرف دیکھنے حضرتِ حق سُبْحَانَہٗ کے، جب کہ مشاہدات اور بشارات وہاں کے بے انتہا تھے، کہ تفصیل اُس کی سے عبارت قاصر تھی۔ اس واسطے اشارہ فرمایا

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی[26] (اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی)

اور سورہ نٓ (سورہ قلم) میں کمال تعریف اخلاقِ [اعلیٰ] حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی فرمائی، ساتھ قول اپنے کے

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ[27] (اور بیشک آپ عظیم الشان خُلق پر قائم ہیں)

خُلقِ عظیم کی تفسیر حدیث شریف میں فرمائی ہے، اس طرح سے کہ: مِل قطع کرنے والے سے، اور نیکی کر بُرائی کرنے والے سے۔

25 سورة النجم ٥٣، آية ١٨

26 سورة النجم ٥٣، آية ١٠

27 سورة القلم ٦٨، آية ٤

سب انبیاءؑ سے عہد لیا ہے حق تعالیٰ نے بیچ [حق] حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہمارے کے، ساتھ قول اپنے کے

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰہُ مِیۡثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیۡتُکُمۡ مِّنۡ کِتَابٍ وَّحِکۡمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنۡصُرُنَّہٗ [28]

(اور جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دوں، پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی، تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے)

فرمایا حضرت علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجۡہَہٗ نے: نہیں بھیجا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو، [یعنی حضرت] آدمؑ اور بعد اُن کے، مگر لیا اوپر اُن کے عہد بیچ شان محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کے، [کہ] اگر مبعوث ہو نبیِ آخر الزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ، اور تم سے جو زندہ ہو، تو مقرّر ایمان لانا اُن پر، اور مدد کرنا، اور لینا یہ عہد اپنی قوم سے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے

وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیۡثَاقَہُمۡ وَمِنۡکَ وَمِنۡ نُّوۡحٍ وَّاِبۡرٰہِیۡمَ وَمُوۡسٰی وَعِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ ۪ وَاَخَذۡنَا مِنۡہُمۡ مِّیۡثَاقًا غَلِیۡظًا ۝ [29]

(اور جب ہم نے انبیاء سے اُن کا عہد لیا اور آپ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم سے، اور ہم نے اُن سے نہایت پختہ عہد لیا)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ سے منقول ہے کہ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسولَ اللہ! قربان ہوں ماں باپ میرے آپ پر،

[28] سورة آل عمران ٣، آية ٨١

[29] سورة الأحزاب ٣٣، آية ٧

تحقیق پُہنچی بزرگی آپ کی نزدیک اللہ تعالیٰ کے اِس مرتبہ کو، کہ باوجودیکہ بھیجا آپ کو سب انبیاء کے بعد، اور ذکر کیا آپ کا پہلے سب کے۔ رباعی[30]

پیش از همه شاهانِ غَیور آمدۂ

هر چند که آخر بظهور آمدۂ

اے ختمِ رُسُل! قربِ تو معلومم شد

دیر آمدۂ، ز راهِ دور آمدۂ

(آپ تمام بادشاہوں (انبیاء) سے پہلے آئے، اگرچہ آپ کا ظہور آخر میں ہوا۔ اے ختمِ رسل! آپ کا مقامِ قرب تو سب کو معلوم ہے، دیر سے آئے کہ بہت دُور سے آئے)

اور اہلِ نار عین عذاب میں آرزو کریں گے: کاش کہ اطاعت کی ہوتی ہم نے اللہ اور رسول کی۔ اور مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے "وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ"[31] (اور کوئی وہ ہے جسے درجات میں سب پر بلند کیا) حضرت محمد رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہیں، کہ دعوت آپ کی عام ہے۔ اور حلال ہوئیں آپ کے واسطے غنیمتیں، اور ظاہر ہوئے اوپر ہاتھ اُن کے [کے] معجزات بیشمار، اور نہیں دیا گیا کوئی پیغمبر بزرگی اور مرتبہ، مگر حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دئے گئے مانند اُس کی۔

اور فضیلت میں آپ کی ارشاد کیا دُور ہونا عذاب کا آپ کے سبب سے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے

[30] دیوان ناصر علی سرہندی

[31] سورة البقرة ٢، آية ٢٥٣

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ[32]

(اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو)

جب تک حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور سُنّت آپ کی باقی ہے، امانِ اعظم حاصل ہے، اور (جب) سُنّت مر جاوے پس انتظار کر وبلا اور فتن کو۔

۲۔ فضائل درود وسلام

فرمایا اللہ سُبْحَانَہٗ نے

"اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا"[33]

(بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اِس نبی پر، اے ایمان والو! تم بھی اِن پر درود اور خوب سلام بھیجا کرو)

ظاہر کی فضیلت حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ساتھ صلوٰۃ اپنی کے، پھر ساتھ صلوٰۃ ملائکہ کے، اور امر کیا مؤمنین کو ساتھ صلوٰۃ اور سلام کے۔

چاہئے جاننا کہ مراد اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ سے، زیادہ بزرگی اور مرتبہ ہے۔ اور صلوٰۃِ ملائکہ سے مراد دعا ہے۔ اور مؤمنین پر واجب کیا ساتھ امر فرمانے اپنے کے، اور امر واسطے وجوب کے ہے نزدیک امام اعظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کے۔ پس درود شریف پڑھنا واجب ہے

[32] سورة الانفال ٨، آية ٣٣

[33] سورة الأحزاب ٣٣، آية ٥٦

مسلمانوں پر، جب ذکر کیا جاوے اسم شریف حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا، اور یہی مذہب ہے جمہور کا۔

سوال کئے گئے حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ معنی اس آیت سے۔ فرمایا حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ [وَاٰلِهٖ] وَسَلَّمَ نے: تحقیق اللہ تعالیٰ نے مقرّر کر دئے ہیں ساتھ میرے دو فرشتے، پس نہیں ذکر کیا جاتا ہوں نزدیک بندہ مسلمان کے، پھر درود پڑھتا ہے اوپر میرے، مگر کہتے ہیں وہ فرشتے: بخشا اللہ تعالیٰ نے تجھ کو۔ اور فرماتا ہے اللہ سُبْحَانَهٗ اور فرشتے اُس کے جواب میں اُن دونوں فرشتوں کے: آمین۔ اور اگر میرا ذکر سُن کر درود مجھ پر نہیں پڑھتا ہے، تو دونوں فرشتے کہتے ہیں: نہ بخشے اللہ تجھ کو۔ اور فرماتا ہے اللہ سُبْحَانَهٗ اور فرشتے جواب میں اُن کے: آمین۔

اور مشکوٰۃ شریف میں اُبَیّ بن کعب (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) سے روایت ہے، کہ عرض کیا اُبَیّ نے، کہ یارسولَ اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! میں بہت پڑھتا ہوں درود شریف آپ پر، پس کتنا پڑھوں اپنی دعا میں۔ فرمایا: جتنا چاہے۔ عرض کیا: چوتھائی؟ فرمایا: جتنا چاہے، تو اگر زیادہ پڑھے گا، بہتر ہے واسطے تیرے۔ عرض کیا: آدھا؟ فرمایا: جس قدر خواہش تیری ہو، اگر زیادہ کرے گا، بہتر ہے واسطے تیرے۔ عرض کیا: دو حصّہ؟ فرمایا: زیادہ بہتر ہے۔ عرض کیا: سب اوقات میں درود شریف آپ پر پڑھوں گا۔ فرمایا حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے: اب کفایت کرے گا درود شریف پڑھنا مقصد تیرے کو، اور دُور کر دے گا گناہ تیرے کو۔

اس میں یہ نکتہ ہے کہ درود شریف میں تین امر جمع ہیں۔ ایک ذکر اللہ تعالیٰ کا۔ دوسرے تعظیم نبیِ کریم (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کی [اور تیسرے] ادائے حق شریف

حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا۔ اور پھر حدیث شریف دلیل ہے اس امر پر کہ درود شریف پڑھنا بہتر ہے مسلمان کو اپنے واسطے دُعا کرنے سے۔

اور اَنَس رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولِ خدا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے، کہ جو شخص درود پڑھے گا اوپر میرے ایک بار، رحمت کرے گا اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار، اور دور کردے گا اُس سے دس گناہ، اور بلند کردے گا واسطے اُس کے دس درجہ۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو نسائی نے۔

اور عبد اللہ ابنِ عمر (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) سے روایت ہے کہ جو کوئی درود پڑھے گا اوپر رسول [اللہ] صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ایک بار، رحمت فرماوے گا اللہ تعالیٰ اور فرشتے اُس کے اُس پر ستّر مرتبہ۔ روایت کیا ہے اس حدیث کو امام احمد نے۔

اور حضرت عمر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ فرماتے ہیں، کہ دعا نہیں جاتی آسمان پر، جب تک کہ درود شریف نہ پڑھے گا دعا کرنے والا۔ روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے۔

اور سورۂ فتح میں فضائل بیشمار رسولِ خدا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے مذکور ہیں۔ اوّل آیت میں ذکر غلبہ کا اوپر اعداء کے، اور ظہور شریعتِ مصطفویہ کا بدرجہ کمال، اور غیر مؤاخذہ ہونا ساتھ "بِمَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ" کے، اور اتمامِ نعمت، اور ہدایت طرف صراطِ مستقیم کے، اور نزول سکینہ کا قلوبِ مؤمنین میں۔ پھر فرمایا: تحقیق [کہ] وہ لوگ کہ بیعت کرتے ہیں تم سے، وہ حقیقت میں بیعت کرتے ہیں اللہ جَلَّ جَلَالُهٗ سے۔

جب ثابت ہوا ان آیات سے کہ حضرت نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہمارے مخصوص بایں مرتبہ ہیں، کہ ان سے بیعت کرنا حضرتِ حق سے بیعت ہے، اور ان کی اطاعت

اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، اور ان کا ذکر، ذکر ربّ العالمین کا ہے۔ پس جو کوئی اُن کے ذکر شریف سے منع کرے، وہ حقیقت میں مانع ذکرِ الٰہی سُبْحَانَہٗ کا ہے۔

[34] [جائے تعجّب بلکہ محلِ افسوس ہے اُن مسلمانوں سے کہ آنحضرت (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کے ذکر شریف پڑھنے سے منع کرتے ہیں، اور بدعتِ سیّئہ اور حرام کہتے ہیں۔ ابو لہب سا کافر، کہ جس کے حق میں وعید قرآن شریف میں وارد ہے، اُس کو بسبب فرحت ولادتِ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی سے تخفیف عذاب ہر دوشنبہ (پیر) کو ہوئی۔ اور جن اُنگلیوں سے کہ بسبب اس خوشی کے اشارہ، آزادی اپنی لونڈی کا، کیا تھا، اُن سے پانی اُس کو دوزخ میں ملے۔ اس پر قیاس کرنا چاہیئے کہ جو شخص مسلمان آپ کی خوشی ولادت کرے، دارِ آخرت میں اُس کو کتنا ثواب اور مرتبہ قرب جنّت میں حاصل ہو گا۔

جائے غور و محلِ انصاف ہے کہ تمام اہلِ جہاں اپنی ذات اور اولاد، عزیز و اقارب کی خوشی میں، بلکہ فرقۂ لامذہب اور وہابی بھی، کس قدر دھوم دھام سے کرتے ہیں۔ اگر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خوشی ولادت کریں تو اُس خوشی سے ہزار مرتبہ بہتر ہے۔

34 یہاں سے آگے تین پیراگراف، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے ایڈیشن میں موجود نہیں ہیں۔ انہوں نے، بقول ان کے، علامہ زید ابو الحسن فاروقی کے ترتیب شدہ نسخہ کو طبع کیا ہے۔ غالباً یہ تینوں پیراگراف اس لئے نکال دیئے گئے کہ حضرت شاہ احمد سعید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے ان میں وہابی فرقہ کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے باطل عقائد و خیالات کارد کیا ہے۔ لیکن یہ حصہ ۱۹۲۰ کے پرانے ایڈیشن میں شامل ہے، اس لئے راقم نے بھی اس کو کتاب کا حصہ سمجھ کر بحال رکھا ہے۔ حضرت مصنف نے اپنے دیگر رسائل میں بھی فرقہ وہابیہ کا نام لے کر تذکرہ کیا ہے اور ان کو فرقہ ضالہ (گمراہ فرقہ) لکھا ہے۔ واللّٰہ ورسولہٗ اعلم بالصواب۔

جو مسلمان کامل ایمان (والا) ہو گا، آنحضرت (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کی ولادت کی خوشی سب خوشیوں سے بہتر جانے گا۔ اور جو اس خوشی کو بہتر نہ جانے گا، اُس کا ایمان ناقص ہے۔ فی الحقیقت مسلمانوں کو اس خوشی سے زیادہ کوئی خوشی نہیں، اور اس میں جس قدر خوشی کریں وہ کم ہے۔ یہ کس کی خوشی ہے؟ بہترینِ خلائق محبوبِ خدا (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کی ولادت کی خوشی ہے۔ ہزار افسوس اُس شخص پر کہ جو یہ خوشی نہ کرے، اور لاکھ حسرت اُس پر کہ اس خوشی کا مانع ہو۔]

خدا اپناہ میں رکھے ایسے لوگوں سے۔ اُن کے واسطے رسوائی ہے دُنیا میں، اور آخرت میں عذابِ عظیم ہے۔

اور حدیث قدسی میں وارد ہے، کہ اگر تم نہ ہوتے اے حبیب میرے! نہ پیدا کرتا مَیں آسمانوں کو، اور نہ ظاہر کرتا خدائی کو۔ یعنی مبداء خلقت تمام مخلوقات، وجود باجود سرورِ کائنات (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کا ہے۔ شعر[35]

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

۳۔ نسب شریف

الٰہی! درود و سلام بے نہایت نازل فرما اوپر سیّد المرسلین محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطّلب ابن ہاشم ابن عبدِمناف ابن قُصَی ابن کلاب ابن مُرّہ ابن کعب ابن لُوَی ابن

[35] قصیدہ بردہ شریف

غالب ابن فِہر ابن مالک ابن نَضر ابن کَنانہ ابن خُزَیمَہ ابن مدرکہ ابن اِلیاس ابن مُضَر ابن نِزار ابن مَعَد ابن عدنان کے۔ یہاں تک حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے نسب اپنا ذکر فرمایا ہے۔ اور ارشاد کیا: اسماعیل اور ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بھی آباؤ اجداد میرے سے ہیں۔

اور فرمایا حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے، کہ پیدا ہوا میں بہترین قرون میں قرناً بعد قرنٍ، یہاں تک کہ جس قرن میں پیدا ہوا، وہ بہترین قرن ہے سب قرنوں سے۔[36] اور واقع نہیں ہوئی میرے نسب میں سفاح جاہلیت کی۔

اور فرمایا حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلِہٖ وَسَلَّمَ نے، کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے پسند کیا اولادِ ابراہیم (عَلَیْہِ السَّلَامُ) سے اسماعیل (عَلَیْہِ السَّلَامُ) کو، اور پسند کیا اولادِ اسماعیلؑ سے بنی کِنانہ کو، اور پسند کیا بنی کنانہ سے قریش کو، اور پسند کیا قریش سے بنی ہاشم کو، اور پسند کیا مجھ کو بنی ہاشم سے۔ کہا ترمذی نے یہ حدیث صحیح ہے۔[37]

اور ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے، کہ تحقیق نور تھا سامنے اللہ تعالیٰ کے قبل پیدا کرنے آدمؑ کے، دو ہزار برس [پہلے]۔ تسبیح کرتا تھا یہ نور اور تسبیح کرتے تھے فرشتے ساتھ اُس کے۔ جب پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو، ڈالا اُس نور کو پُشتِ آدمؑ میں۔ پس فرمایا حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے، کہ نازل کیا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو طرف زمین کے پُشتِ آدمؑ میں، اور کیا مجھ کو پشتِ نوحؑ میں، پھر کیا مجھ کو پُشتِ ابراہیمؑ میں، پھر ہمیشہ انتقال کرتا رہا

[36] صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم

[37] الجامع الترمذي، كتاب المناقب عن رسول الله

میں پُشتوں پاک سے طرف رحموں پاک کے۔ یہاں تک کہ نکالا مجھ کو میرے ماں باپ سے کہ نہیں جمع ہوئے اوپر سفاح کے ہر گز۔ شعر

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

۴۔ خلقت محمدی

جب حق تعالیٰ کنزِ مخفی تھا، چاہا کہ اپنے کمالاتِ اسمائی و صفاتی جلوہ گر کیجیئے۔ تعیّنِ اوّل جو اُس ذات میں ہوا (وہ) حقیقتِ احمدی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) ہے۔ درود اُس پر ازل سے ابد تک ہو جیو۔ [جب یہ] نورِ منظور وجود میں آیا، عالمِ وجود نے آواز کی کہ اے سونے والو عدم کے، جاگو کہ نورِ ساقی نے جلوہ دکھایا۔ ایک مدّت وہ نور عالمِ غیب میں سیر کرتا رہا۔ پھر اُس سے دس چیزیں بنائیں۔ ایک عرش، دوسرا قلم، تیسرا لوح، چوتھا ماہتاب، پانچواں آفتاب، چھٹا بہشت، ساتواں دن، آٹھویں ملائک، نویں کرسی، دسویں روحِ پاک محمدیؐ کو خلعت خلقت کے پہنائے، اور چار ہزار برس اپنی تسبیح میں عرش پر مشغول رکھا۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اُس نورِ پُر ظہور سے چار حصّہ لے کر چار چیز کو پیدا کیا: پہلے عرش، دوسرے کرسی، تیسرے لوح، چوتھے قلم۔ بعد ازاں قلم کو حکم ہوا: اُکْتُبْ یَا قَلَمُ "لکھ اے قلم"۔ قلم نے عرض کیا: کیا لکھوں اے رب میرے؟ فرمایا لکھ توحید میری۔ قلم نے "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" لکھا۔ پھر حکم ہوا لکھ سب چیزیں۔ قلم نے کہا کیونکر (کس طرح)؟ فرمایا لکھ دستور العمل، اور روزنامچہ سب اُمتوں کا اس طرح [سے]: اُمّتِ آدمؑ (کے لئے): "مَنْ اَطَاعَ اللّٰہَ اَدْخَلَہُ الْجَنَّۃَ وَمَنْ عَصَی اللّٰہَ اَدْخَلَہُ النَّارَ" (جس نے اللہ کی

اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا، اور جن نے اللہ کی نافرمانی کی وہ جہنم میں داخل ہو گا)، (اسی طرح) اُمتِ نوحؑ، اُمتِ ابراہیمؑ، اُمتِ موسیٰؑ، اُمتِ عیسیٰ۔ (جب) اُمتِ محمدؐ (کی باری آئی)، قلم نے ارادہ کیا کہ موافق سابق کے لکھوں۔ حکم ہوا: ادب کر اے قلم! ادب کر اے قلم! قلم یہ سُن کر شق ہوا اور ہزار برس کانپا کیا شرمندگی سے۔ پھر دستِ قدرت سے قط لگا، اور حکم ہوا لکھ: اُمت گنہگار ہے اور رب بخشنے والا ہے۔

ایک دن جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَامُ کو حکم ہوا کہ قدرے خاکِ پاک مقامِ روضۂ منوّرہ سے لاؤ۔ جبرئیلؑ نے امتثالِ امر کیا۔ پھر ارادۂ الٰہی سُبْحَانَہٗ ہوا کہ کوئی خازن اس کا ہو۔ عالمِ ملکوت میں کوئی قابل اس امانت کے نہ پایا۔ چاہا کہ آدمؑ خلیفہ اپنے کو ترتیب دیجئے اور یہ امانت اُس کو سپرد کیجئے۔ پس پُتلا آدمؑ کا بنا کر ساتھ خلعت اس امانت کے سرفراز کیا۔ پھر ارشاد کیا روح کو کہ رگ وریشہ میں آدمؑ کے دَر آوے۔ روح نے اپنی لطافت [اور] بدن کی کثافت دیکھ کر (پہلے) انکار کیا (لیکن) جب نورِ جمالِ باکمال محمدیؐ پر نگاہ پڑی کہ پیشانی آدمؑ سے جلوہ گر تھا، روح لاکھ تمنّا سے زیب دہ قالب کی ہوئی۔ شعر

قفسِ تن میں پھنس گئی جو روح
جلوہ فرما تمہیں کو دیکھا تھا

پہلی نظر آدم (عَلَیْہِ السَّلَامُ) کی عرشِ مجید پر پڑی، "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" مرقوم دیکھا۔ پوچھا یارب یہ کون ہے کہ نام اُس کا تیرے نام کے پاس لکھا ہے؟ فرمایا یہ پیغمبر ہے خاص میرے پیغمبروں سے اور سردار تیری اولاد میں ہے۔ رباعی [38]

38 حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی نقشبندی

رافت یہ محبّت کی بھی کیا ہے تاثیر
محبوب و محب کی یکجا ہے تصویر

نام اپنے کے پاس بے نشان ذات نے واہ
محبوب کے نام کو کیا ہے تحریر

حضرت آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ السَّلَامُ نے اپنے فرزند کو وصیت کی کہ جب ذکر کرے تُو اللہ [تعالیٰ] کا، پس ذکر کر ساتھ محمد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کا، کہ میں نے دیکھا ہے نام اُن کا جنت کے ہر مکان پر، اور فرشتوں کی پیشانی [پر] اور حوروں کی آنکھوں پر۔ اور فرشتے ذکر کرتے ہیں اسم شریف محمد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کا ہر وقت۔

جب حضرت آدم (عَلَیْہِ السَّلَامُ) نے ارادہ قربت کا ساتھ حوّا کے کیا (تو) طلب کیا حوّا نے مہر اپنا۔ آدمؑ نے جنابِ الٰہی میں عرض کیا۔ حکم ہوا کہ دس مرتبہ درود اوپر حبیب میرے کے پڑھ اور مہر ادا کر۔ شعر

کیوں نہ چھوٹے وہ رنج سے، تجھ کو سلام جو کرے
کیا اُسے خوف حشر کا، تجھ کو امام جو کرے

جب کہ آدم (عَلَیْہِ السَّلَامُ) بہشت سے نکالے گئے، دُعا کی اپنے عفوِ جرم کے واسطے بایں مضمون۔ شعر

یارب گناہ بخش پیمبر کے واسطے
کر رحم مجھ پر اُس شہِ کوثر کے واسطے

جنابِ الٰہی سے ارشاد ہوا کہ اے آدمؑ! تو نے محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) کو شفیع کیا واسطے ایک گناہ اپنے کے۔ اگر برائے گناہانِ اہل آسمان و زمین کے حبیب میرے کو شفیع لاتا، میں عفو کرتا۔ شعر

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

۵۔ ولادت شریف سید الاولین والآخرین

عاشورہ کے دن وہ نور کہ مادّہ صورتِ محمدیہ کا تھا، عبد اللہ کے صلب سے رحمِ آمنہ میں منتقل ہوا۔ اُس دن جتنے بُت روئے زمین پر تھے، اور تمام تخت شاہوں کے سرنگوں ہوئے۔ اور جتنے شیطان تھے، گمراہ کرنے سے باز رہے۔ فرشتوں نے ابلیس کے تخت کو دریا میں ڈبو دیا، اور شیطان جبل اَبی قُبَیس[39] پر جاچھپا اور رویا۔ شعر

باطل نہ کیونکر جاوے کہ یہاں حق نمود ہے
وہ حق کہ جس پہ حق سے سلام و دُرود ہے

اُس سال بسبب کرامت حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کے، تمام مستورات روئے زمین کی، بیٹوں سے حاملہ ہوئیں۔ جادو مشرکوں اور کاہنوں کا دُور ہوا، اور آواز غیب سے آئی کہ نزدیک وقت ظہورِ نبی آخر الزّمان (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) کا ہوا۔ قحط کا وہ سال

[39] ابو قبیس ایک پہاڑ ہے جو مکہ شریف میں واقع ہے۔

تھا اور قریش پر کمال [کا] کال تھا۔ رزّاق مطلق نے برکت حضرت محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سے قحط دور فرمایا۔ قریش نہایت خوش ہوئے، نام رکھا اُس سال کا سَنَةُ الْفَرْحِ وَالْاِبْتِهَاجِ۔ اور آواز غیب سے ہوئی بی بی آمنہ کو، کہ بشارت ہو تجھ کو کہ آج پیٹ میں تیرے نبیِ آخر الزماں ہے، صاحبِ کتاب و معراج (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)۔ شعر

بُرجِ حمل میں مہرِ مبیں جلوہ گر ہے آج
مت شبہہ لاؤ اس میں کہ ظاہر اثر ہے آج

شبِ جمعہ پنجم جمادی الاُخریٰ وقت سحر کے، عبد المطّلب نے خواب میں دیکھا کہ خانۂ عبد اللہ سے ستارۂ سُرخ اوپر چڑھتا ہے۔ ہر چند بالاتر جاتا ہے، بزرگ تر ہوتا ہے۔ جب قریب آسمان کے پہنچا، مقدار تمام دنیا کی ہوا۔ ماہتاب اور ستارہ تمام نور اُس کے سے پوشیدہ ہوئے۔ عبد المطّلب نے اُس خواب کو عبد الرّحمٰن معبّر سے پوچھا۔ عبد الرّحمٰن نے کہا: بشارت ہو جیو تمہیں اوپر اس کے کہ خانۂ عبد اللہ میں پیغمبر تولّد ہو (گا) کہ دین اُس کا ناسخِ ادیان اور نور اُس کا روشن تر ماہِ تاباں سے ہو (گا)، اور تمام عالم کو گھیر لے (گا) قیامت تک باقی رہے (گا)۔ شعر

کیوں نہ ہو دن بدن زیادہ وہ نور
جس کے ناخن کا ماہِ نو ہے ظہور

دیکھا خواب میں والدہ شریفہ حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی نے، جب کہ ساتھ حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے حاملہ ہوئیں، کہ ایک نور شکم سے میرے نکلا، کہ روشن ہو گئے ساتھ اُس کے محل بُصرِی کے کہ شہر شام کا ہے۔ شعر

بشب یہاں جلوہ فرما کونسا شعلہ شرارہ ہے
کہ جس کے نور سے از صبح تا شام آشکارا ہے

حق تعالیٰ نے جب ارادہ پیدا کرنے اپنے حبیب کا کیا، امر فرمایا اُس رات خازنِ جناں کو، کہ کھول دو دروازے فردوسِ برین کے، اور سرِ نو سے تیار کرو واسطے تعظیم سیّد المرسلین کے (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)۔ بیت

بہارِ روضۂ رضواں تمہارا جلوۂ رُو ہے
کہ فخرِ گُل ہے عارض رشکِ سنبل جعدِ گیسو ہے

اور آواز آئی غیب سے: اے اہلِ جہاں! وہ نورِ مخزون کہ اُس سے پیغمبرِ آخرُ الزّمان (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وجود میں آوے گا، آج کی رات شکم میں بی بی آمنہ کے قرار پکڑے گا۔ نہ باقی رہا اُس شب کوئی گھر مگر وہ روشن ہو گیا تھا۔ اور ہر جانور نے کہا کہ امشب (آج رات) حمل رہا رسولِ ربّ العالمین کا (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)۔ قسم ہے ربِ کعبہ کی کہ وہ امام اہلِ دُنیا کا ہو گا۔ غزل[40]

خاکِ پا ہوں میں ایسے حضرت کا
تاج ہے جو سرِ رسالت کا

تختِ پیغمبری کی زینت ہے
زیب ہے افسر نبوّت کا

40 حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی نقشبندی

اُس کے باعث ظہورِ عالم ہے
ہے وہ موجب جہاں کی خلقت کا

ماہ ہے چرخِ اِصطفِا کا وہ
مہر ہے آسمانِ رفعت کا

حق ہے صانع جہان ہے مصنوع
پر سبب وہ ہوا ہے صنعت کا

دُرِ بخشش جو ہے اُسی سے ہے
بحرِ موّاج ہے وہ رحمت کا

واہ ری صاحبی کہ ہے گا وہ
ہر جگہ خیر خواہ اُمّت کا

اُس کا میدانِ نعت ہو کیا طے
کہ قدم یاں قلم ہے طاقت کا

رافتؔا ہو خموش ادب سے بیٹھ
یہ نہیں ہے مقام جرأت کا

ہاں مگر عرضِ مطلب اُس سے کر
کہ وہ دریا ہے اک سخاوت کا

یاامامِ رسل نبیَ اللہ
جام دے مجھ کو اپنی اُلفت کا

ہے تو ہی ساقیِ شرابِ طُہور
مست کر بادۂ محبّت کا

ساتھ اپنے بِلا حساب و کتاب
کیجو سائر ریاضِ جنّت کا

دو جہاں میں عزیز رکھ مجھ کو
دینے والا تو ہی ہے عزّت کا

تیرا فدوی ہوں رکھ نگاہِ کرم
میرے والی تو ہی ہے رافت کا

اور حضرتِ جبرئیل نے بأمرِ ربّ الجلیل، علمِ سبز محمدیؐ لاکر، فوق بیت اللہ منصوب کیا، اور کہا یہ نشان پیغمبرِ آخر الزماں (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) کا ہے کہ (وہ) روزِ قیامت میں شفیع سب کا ہو گا۔ بیت

شکرِ خدا، ہے اپنے پیغمبر کا وہ مقام
جس کی شفاعت ایسی قیامت میں ہو گی عام

ہیں بخت خوش انہوں کے، کیا عیش ہے میسّر
جن کے نبی ہیں ایسے سردارِ روزِ محشر

جب حمل بی بی آمنہ کا دو ماہہ ہوا، وفات پائی والد ماجد آپ کے نے کہ عبد اللہ نام رکھتے تھے۔ جب گزرے چھ مہینے، دیکھا والدہ شریفہ آپ کی نے خواب میں فرشتے کو، کہ کہتا ہے اے آمنہ! بشارت ہو تجھے کہ حاملہ ہوئی [تُو] ساتھ خیر العالمین (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کے، جب وہ پیدا ہوں تو نام اُن کا محمد رکھیو۔

جب نو مہینے حمل شریف کے پورے ہوئے، آسیا اور مریم شبِ تولد میں حوروں کو لے کر حاضر ہوئیں۔ بارہویں تاریخ ربیع الاوّل کی، روز دوشنبہ (پیر)، وقت فجر کے، سالِ فیل میں، بعہدِ نوشیر واں، چھ سو برس بعد حضرت عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ کے، اُس مہرِ سپہرِ نبوّت، ماہِ سماءِ رسالت نے مطالعِ فلکِ سعادت سے نور شہود کا دکھایا، اور قدومِ میمنت لزوم بُرجِ حمل سے باہر لا کر نورِ ظہور اپنے سے زمین و زمان کو مشرف فرمایا۔ شعر

ہے غلط کہیئے اگر پیدا وہ مہ پارہ ہوا
ماہ شرمندہ ہوا جب جلوہ گر پیارہ ہوا

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۶۔ مولد مبارک

اشعار

وُلِدَ الْحَبِيْبُ وَ مِثْلُهٗ لَا يُوْلَدُ
وُلِدَ الْحَبِيْبُ وَ خَدُّهٗ يَتَوَرَّدُ

وُلِدَ الْحَبِیْبُ مُطَهَّرًا وَّ مُکَحَّلًا
وَالنُّوْرُ مِنْ وَجَنَاتِهٖ یَتَوَقَّدُ

وُلِدَ الَّذِیْ لَوْلَاهُ مَا ذُکِرَ التُّقَا
کَلَّا وَلَا ذُکِرَ الْحِمٰی وَ الْمَعْبَدُ

هٰذَا الَّذِیْ لَوْلَاهُ مَا ذُکِرَ الْقُبَا
کَلَّا وَلَا کَانَ الْمُحَصَّبُ یُقْصَدُ

هٰذَا الَّذِیْ جَاءَتْ اِلَیْهِ غِزَالَةٌ
وَالْجِزْعُ حَقًّا قَالَ اَنْتَ مُحَمَّدُ

هٰذَا اِمَامُ الْمُرْسَلِیْنَ حَقِیْقَةً
هٰذِا اخْتِتَامُ الْاَنْبِیَاءِ وَ سَیِّدُ

اِنْ کَانَ یُوْسُفُ قَدْ اَفَاقَ جَمَالُهٗ
فَوَ اللّٰهِ ذَا الْمَحْبُوْبُ مِنْهُ اَزْیَدُ

لَوْ کَانَ اِبْرَاهِیْمُ اُعْطِیْ رُشْدَهٗ
بِاللّٰهِ ذَالْمَوْلُوْدُ مِنْهُ اَرْشَدُ

اِذْ کَانَ قَدْ اُعْطِي الْمَسِیْحُ عِبَادَةً
فَمُحَمَّدٌ مِنْهُ اَجَلُّ وَ اَعْبَدُ

هٰذَا الَّذِيْ خُلِعَتْ عَلَيْهِ مَلَابِسٌ
وَ نَفَائِسٌ فَنَظِيْرُهٗ لَا يُوْجَدُ

جِبْرِيْلُ نَادٰى فِيْ مُنَصَّةِ حُسْنِهٖ
هٰذَا مَدِيْحُ الْكَوْنِ هٰذَا اَحْمَدُ

يَا عَاشِقِيْنَ تَوَلَّهُوْا فِيْ حُبِّهٖ
هٰذَا هُوَ الْحُسْنُ الْجَمِيْلُ الْمُفْرَدُ

وَ يَقُوْلُ يَا عُشَّاقُ هٰذَا الْمُصْطَفٰى
وَ يَقُوْلُ يَا مُشْتَاقُ هٰذَا اَحْمَدُ

لَمْ يَأْتِ فِيْ اَوْلَادِ اٰدَمَ مِثْلُهٗ
فِيْمَا مَضٰى هٰذَا حَدِيْثٌ مُسْنَدُ

قَالَتْ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ بِاَمْرِهِمْ
وُلِدَ الْحَبِيْبُ وَ مِثْلُهٗ لَا يُوْلَدُ

صَلُّوْا عَلَيْهِ بُكُوْرَةً وَّ عَشِيَّةً
اَلْفَ الصَّلٰوةِ مَعَ السَّلَامِ وَ اَزْيَدُ

مرحبا کہ ایسا آفتابِ خوش نما مطلعِ غیب سے طلوع ہوا، اور حبّذا کہ ایسا ماہتابِ جہانتاب افقِ غیب سے شیوع ہوا۔ ظُلمت کفر کی ساتھ نورِ اسلام کے مبدّل ہوئی، اور کدورت دل کی ساتھ شعلۂ عرفان کے مشتعل ہوئی۔ بیت

جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا
کوئی پردہ سے کیا نکلا کہ سب جاگہ اُجالا تھا

شقاوت ایّام کی اور نحوست زمانہ کی، ساتھ سعادت اور برکت کے مبدّل ہوئی۔ رباعی

آپ نے جب یاں قدم رنجہ کیا
اپنے چہرے سے طلوع ایک مہ کیا
دفع کی ظلمت کدورت یہ کہ واہ
سب کا سب دفتر ہی پچھلا تہ کیا

محدّب فلک الافلاک سے نقطۂ خاک تک، نام تاریکی کا باقی نہ رہا۔ بیت

کیونکر کہوں وہ ماہ ہے، ماہ میں کب یہ نور ہے
اور ہی کُچھ یہ شان ہے، اور ہی کچھ ظہور ہے

جتنے جن اور شیاطین تھے، آسمان کے جانے سے باز رہے۔ اور ستارہ زمین سے ایسے دکھائی دیتے تھے کہ گویا زمین پر گرے۔ بالکل زمین حرم کی روشن ہوئی۔ اور آگ اہلِ فارس کی کہ ہزار برس سے جلتی تھی، کسریٰ اور اہلِ فارس مشک و عنبر اُس میں ڈال کر پوجتے تھے، بُجھ گئی۔

جس دم حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اُس گلزارِ ارواح سے اِس چار بازار اشباح میں گزر فرمایا، پہلے سجدہ کیا، اور [بعد اس کے] انگشتِ شہادت اُٹھا کر فرمایا

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ"

عبد المطلب نے اِس مژدۂ جاں نثار کو سن کر بہت شادی (خوشی) کی۔ ابولہب نے ثویبہ نام (کی) اپنی لونڈی کو، کہ اُس نے خبر تولّد شریف کی پُہنچائی تھی، آزاد کیا۔ اُسی خوشی کا یہ اثر ہے کہ ابولہب کو ہر دوشنبہ (پیر) کو تخفیف عذاب میں ہوتی ہے۔ اور شبِ ولادت حضرت صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سے تین روز تک کعبۂ معظّمہ خوشی ولادت بابرکت حضرت کی سے ہلتا رہا۔ اور حرکت کی محلِ کسریٰ نے ہیبت جمال باجلال حضرت صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے سے ملکِ فارس میں، باوجودیکہ سنگ اور سرب سے بنا تھا، تاحدے کہ گر پڑا، آواز اُس (کے گرنے) کی ستر فرسخ سے سُنی گئی۔ بیت [41]

ہوئے مکّہ میں پیدا اور کیا شق قلعۂ کسریٰ
سمجھ رافت ظہورِ ہیبتِ حق اس کو کہتے ہیں

بی بی آمنہ نے جو دیکھا جگر پارہ اپنے کو قباء نور دربر اور افسرِ "اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا" بر سرِ زبان ساتھ حمد حق تعالیٰ کے کھولی، اُسی دم اوپر سرِ مبارک کے ابر سایہ گستر ہوا اور حضرت کو اُٹھا کر لے گیا۔ اور آواز سُنی گئی کہ حضرت محمد صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کو گردِ عالم پھراؤ تا (کہ) سب لوگ [آپ کو] پہچان لیں۔ اور اوصاف تمام پیغمبروں کے مع فضائلِ مخصوصہ، ہمارے حضرت صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو عنایت ہوئے۔ بیت

کمر وہ موسیٰ دکھائی دے ہے، وہ خود تجلّی نظر پڑے ہے
بر وہ ہے یوسف بخو ہے صالح، بلب مسیحا نظر پڑے ہے

41 حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی نقشبندی

بیت

موسیٰ ز هوش رفت بیک پرتوِ صفات
تو عینِ ذات می نگری در تبسّمی

بیت

خوبی و وصف و شمائل حرکات و سکنات
آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری

بیت[42]

اے چھرۂ زیبائے تو رشکِ بتانِ آذری
هر چند وصفت می کنم در حسن زاں بالاتری
آفاق را گردیده ام، مهرِ بُتاں ورزیده ام
بِسیار خوباں دیده ام، لیکن تو چیزِ دیگری

بیت

محمد عربی کابروے هر دو سرا ست
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سرِ اوست

42 دیوانِ اشعار حضرت امیر خسرو دہلوی۔ اصل اشعار میں "بالاتری" کی بجائے "زیباتری"، اور "لیکن" کی جگہ "امّا" ہے۔

اشعار[43]

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ
حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

(حد نہیں ہے کوئی حضرت کے کمال و فضل کی
ہو بیاں کس منہ سے توصیفِ شہِ خیر الامم)

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَ الثَّقَلَيْنِ
وَ الْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمِ

(ہیں محمدؐ سیّدِ کونین، شاہِ جن ّو انس
اور شہنشاہِ دوعالم، مالکِ عرب و عجم)

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحَمِ

(وہ حبیبؐ ایسے ہیں، جن سے ہے شفاعت کی امید
ہوں گی نازل آفتیں، پیش آئیں گے جب رنج و غم)

دَعَا اِلَى اللّٰهِ فَالْمُسْتَمْسِكُوْنَ بِهٖ
مُسْتَمْسِكُوْنَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْفَصِمِ

(دعوتِ حق آپ نے دی اور کیا جس نے قبول
اُس نے ایسی ڈور تھامی جو نہ ہو گی منفصِم)

43 قصیدہ بردہ شریف

فَاقَ النَّبِيِّيْنَ فِيْ خَلْقٍ وَّ فِيْ خُلُقٍ
وَ لَمْ يُدَانُوْهُ فِيْ عِلْمٍ وَّ لَا كَرَمِ

(سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے خَلق میں اور خُلق میں
انبیاؑء میں سب سے اکمل آپؐ کا علم و کرم)

وَ كُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّيَمِ

(انبیاؑء سب ملتمس ہیں تا کہ مِل جائے انھیں
ایک جرعہ بحر سے، یا قطرہ از ابرِ کرم)

وَوَاقِفُوْنَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمِ
مِنْ نُّقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْ مِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ

(اپنے حدِ مرتبہ پر سب کھڑے ہیں روبرو
جیسے نقطہ لفظ میں اعراب لفظوں میں بہم)

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِيْ مَحَاسِنِهٖ
فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرَ مُنْقَسِمِ

(کوئی عالم میں نہیں ان کا محاسن میں شریک
حسن میں جوہر ہے یکتا جو نہ ہو گا منقسِم)

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِيْ نَبِيِّهِمِ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمِ

(جو نصاریٰ نے کہا عیسیٰؑ کے حق میں تو نہ کہہ
جس قدر ممکن ہو کر مدحِ نبیِ محترم)

وَانْسُبْ اِلٰی ذَاتِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
وَانْسُبْ اِلٰی قَدْرِہٖ مَاشِئْتَ مِنْ عِظَمٖ

(جو شرف ہو ذاتِ اقدس کی طرف منسوب کر
جتنی عظمت چاہیئے کر شانِ والا میں رقم)

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْہِ اَنَّہٗ بَشَرٌ
وَاَنَّہٗ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰہِ کُلِّھِمٖ

(انتہائے علم کہتی ہے وہ ہیں خیر البشر
جملہ مخلوقات میں رکھتے ہیں وہ شانِ اُتم)

بعد از خدا بزرگ توئی قصّہ مختصر

(قصہ مختصر کہ خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ترین ہستی ہیں)

بیت

بصورتِ تو نگاری نیا فرید خداے
ترا کشید و دست از قلم کشید خداے

بیت

تو بدیں جمال و خوبی چو بطور جلوہ آری
"ارنی" بگوید آنکس کہ بگفت "لَن تَرانی"

اور بعض روایات میں آیا ہے کہ بعد تولد کے آپ نے عطسہ فرمایا، پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا، فرشتوں نے جواب "یَرْحَمُكَ اللّٰہُ" دیا۔ اور پیدا ہوئے مصفّا، ختنہ کردہ، ناف بریدہ۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۷۔ بچپن کے حالات و معجزات

چند روز آپ کو دودھ پلایا والدہ شریفہ نے، پھر ثویبہ نے۔ بعد اُس کے حلیمہ سعدیہ آپ کو اپنے قبیلہ بنی سعد میں واسطے رضاعت کے لے گئی۔ آپ کے قدوم برکت لزوم سے سب اُس گروہ میں برکات بے اندازہ حاصل ہوئیں۔ رباعی

تو جہاں جاوے وہاں کیونکر نحوست آوے

ماہ کے سامنے کیا دخل کہ ظلمت آوے

ابرِ رحمت کا اگر قطرہ فشاں ہو تو زمیں

کیوں نہ سرسبز ہو ہر نخل کو فرحت آوے

جو اُس گروہ میں بیمار ہوتا، حلیمہ دستِ مبارک لگا دیتی، شفا پاتا۔ بیت

مسیح کی جو زبان میں وہ تمہارے ہاتھ میں ہے

بڑائی اُس سے تمہیں جان لاکھ بات میں ہے

رعایت عدالت کی لڑکپن سے ایسی تھی کہ کبھی پستانِ چپ سے کہ حصّہ برادر رضاعی کا تھا، دودھ نہ پیا۔ اور کبھی جامہ میں بول و غائط نہ کیا۔ بلکہ دن رات میں بوقت معیّن بول کرتے تھے۔ اور ہمیشہ شرمگاہ چھپائے رکھتے تھے۔ اگر احیاناً ظاہر ہوتی، غیب سے چھپ جاتی۔ اور ستر آپ کا کسی نے نہیں دیکھا، اور نہ آپ نے کسی کا۔ یہاں تک کہ وقت ولادت کے ایک ہاتھ اوپر نرگسِ شہلا کے رکھا، دوسرا ستر پر۔ ملائک آپ کو جھولا جُھلاتے تھے۔

ماہتاب آپ سے باتیں کرتا تھا۔ بڑھتے تھے حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہر روز برابر ایک مہینے کے۔ جب دو ماہ کے ہوئے بیٹھنے لگے، اور تین مہینے میں کھڑے ہونے لگے۔ جب چار مہینے کے ہوئے چلنے لگے۔ جب طاقت تکلّم کی ہوئی، فرمایا

"اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ"

اور نو مہینے کے کلام بفصاحت تمام فرماتے تھے۔ اور [ہنوز] حلیمہ [کے] پاس تھے کہ شقِ صدر واقع ہوا۔ جبرئیل، میکائیل (اور) اسرافیل طشتِ زرّیں، بھرا ہوا برف سے، لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کو اُٹھا کر پہاڑ پر لٹایا، اور سینہ کو شق کر (کے) دل نکال (کر)، نقطۂ سیاہ اُس میں سے دور کر (کے)، برف سے دھو کر، مکان اصلی میں رکھ دیا۔ اور کہا نصیب شیطان کا تم سے دور کیا۔ پھر ہاتھ زخم پر پھیرا، اچھا کر کے چلے گئے۔ ضمیرہ نے یہ حال دیکھ کر ماں سے کہا۔ حلیمہ اپنے شوہر کو لے کر دوڑی، دیکھا کہ حضرت خوش و خرّم بیٹھے ہیں، آثار درد اور زخم کے ظاہر نہیں۔ حیران ہو کر ماجرا پوچھا۔ آپ نے تبسم کر کے احوال بیان کیا، اور ارشاد فرمایا کہ آثار سردی کے تمام وجود میں موجود ہیں۔ حلیمہ نے یہ حال دیکھ کر مناسب یہ سمجھا کہ آپ کو لے جا کر آپ کے دادا کو سپرد کیجئے۔ پس بارادۂ مذکورہ بطرف مکّہ روانہ ہوئی۔ جب قریب مکّہ کے پہنچی، تبدیل لباس میں مشغول ہوئی۔ بعد فراغ ہونے کے حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو سواری میں نہ پایا، غمگین ہو کر آہیں بھریں اور تلاش کرنے لگیں۔ جب کہیں نشان نہ پایا، ناچار ہو کر رونا شروع کیا۔ رباعی

او جھل آنکھوں سے جو مہ پارا مرا پیارا ہوا
دل ہوا ٹکڑے، جگر ماتم سے صد پارا ہوا

شعلۂ رُخ کون دکھلا کر گیا یارب ہمیں
سوزشِ ہجر اس سے جو دل جل کے انگارا ہوا

جس دم یہ خبر عبد المطلب کو پہنچی، چند سوار ہمراہ لے کر تلاش کرنے کو آئے۔ اِس اثناء میں فرشتے آپ کو لا کر ایک درخت کے نیچے بٹھلا گئے۔ اتفاقاً عبد المطلب وہاں پہنچے۔ دیکھا کہ ایک طفلِ مہ پارہ مسرّت نظارہ بیٹھا ہے۔ غزل[44]

مُکھڑے ہی میں کچھ تیرے نہیں صنعتِ صانع
ٹپکے ہے سراپا سے ترے قدرتِ صانع

حیراں ہوں تجھے دیکھ کہیں مانی و بہزاد
کیا زور نمودار ہے یہ قوّتِ صانع

نقشے تو بہت سے کئے یوں اُس نے ہیں ایجاد
پر تجھ سے نکلتی ہے عجب صنعتِ صانع

اللہ رے ترے نقشۂ عالی کا سراپا
ہر عضو سے ٹپکے ہے ترے عظمتِ صانع

رافؔت قد و قامت میں بشر کے یہ یقیں جان
وہ واسطے مصنوع کے ہے رحمتِ صانع

حیران ہو کر عبد المطلب نے پوچھا کون ہو تم؟ حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا، میں افصحِ عرب و عجم ہوں، میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ جب یہ

44 حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی نقشبندی

بشارت عبد المطلب نے سُنی، سواری سے اُترے اور جبینِ مبین کے بوسے لئے، اور گود میں آپ کو لے [کے] گھوڑے پر سوار ہو [کے] چند ساعت میں مکّہ معظّمہ میں آ [کر] گھر میں رونق افروز ہوئے۔ پھر بی بی حلیمہ آئیں، اُنہیں تحفہ و تحائف سے بہرہ ور کیا۔ اور بی بی آمنہ تربیت میں آپ کی مشغول ہوئیں۔ جب عمر مبارک سات برس کو پہنچی، بی بی آمنہ کا انتقال ہوا۔ پھر عبد المطلب نے تربیت سے آپ کی شرف حاصل کیا۔ اور اُمِّ اَیمن کہ کنیز موروثی حضرت کی تھیں، وہ بھی تربیت میں حضرت کی شامل ہوئی۔ (بڑے ہو کر) حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے اُس کو آزاد کر کے زید بن حارثہ کے ساتھ نکاح کر دیا اور اُسامہ اُس سے پیدا ہوئے۔

روایت ہے کہ جب والدہ آپ کی فوت ہوئیں، ملائک نے جناب باری میں عرض کی کہ نبی تُمہارے یتیم رہے، ہم کو حکم ہو پرورش کا۔ ارشاد ہوا میں خود متکفّل اُن کا ہوں۔

جب عمر شریف آٹھ برس کو پہنچی، عبد المطّلب نے انتقال کیا۔ ابو طالب نے بموجب وصیّت باپ کے پرورش کی۔ اور برکت حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی یہ تھی کہ ہمراہ آپ کے (لوگ) اندک[45] طعام سے سیر ہو جاتے تھے، اور اگر حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شریکِ دستر خوان نہ ہوتے، تو بہت طعام سے بھی سیر نہ ہوتے۔ شعر

لکھوں کیا رتبۂ سرور کہ خوانِ نعمتِ حق پر
وہی ہیں بالا صالت اور جو ہے سو طفیلی ہے

[45] اَندک: کم، ذرا، تھوڑا

حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا سنِ مبارک بارہ سال کا تھا[کہ] ابو طالب نے عزم شام کا کیا۔ حضرت کو ہمراہ لیا۔ اَثنائے راہ میں ایک دیر ایہودی کا تھا، وہاں کے راہب نے ابو طالب سے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے تیرا؟ ابو طالب نے کہا میرا بیٹا ہے۔ راہب نے کہا جھوٹ ہے، یہ یتیم معلوم ہوتا ہے۔ ابو طالب نے اقرار کیا۔ راہب نے وصیّت کی کہ یہود سے ان کو نگاہ (میں) رکھنا۔ وہاں سے آگے چلے اور ایک دیر اِملا۔ وہاں کے راہب نے بسبب حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے تمام قافلہ کی دعوت کی، اور حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو پہچان لیا۔ بیت

صورت سے ہویدا تھے آثار نبوّت کے
اور شکل سے پیدا تھے اطوار فتوت کے

بحیرا نے پشتِ مبارک کھول کر [مہرِ نبوّت] چومی، موجب ضیافت کا یہ تھا۔ بعد اس کے ابو طالب سے کہا (کہ) ان کو شام کی طرف نہ لے جاؤ، یہود ان کے دشمن ہیں۔ یہ بُتوں کے سر شکن ہیں، محبوبِ رب العالمین ہیں، سیّد المرسلین ہیں (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)۔ لوگوں نے کہا: کس طرح معلوم کیا؟ کہا جس وقت تم اُترے، سارے درخت اور پتھر اِن کو سجدہ کرتے تھے، اور اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کہتے تھے۔ بیت[46]

غضب ہے، خوشبو کو اُس کی کوئی
جو سونگھے دل سے وہ پھر بھلا دے

46 حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی نقشبندی

گُلِ نبوّت وہ جس کا رافت

ہر ایک پتّا پتا بتا دے

(اور کہا کہ) اور ابر سرِ مبارک پر سایہ کرتا تھا۔ اور آپ تنہا رہ گئے تھے، دیکھا میں نے کہ درخت نے ڈالیاں جُھکا (کر) ان پر سایہ ڈالا۔ علاوہ اس کے مُہرِ نبوّت دلیل قطعی ہے اوپر رسالت کے۔ ابیات

پتھر کریں سلام جنہیں اور شجر کریں

معلوم اُن کا مرتبہ کیا ہم بشر کریں

پر اتنا جانتے ہیں نبی کی وہ ذات ہے

یعنی جھکیں نبات اگر وہ گزر کریں

بس ابو طالب ارادہ شام کا موقوف کرکے، اسباب تجارت [کا] وہیں بیچ کر، مکّہ معظّمہ کو روانہ ہوئے۔ شعر

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۸۔ عظمتِ اسمِ محمدؐ

روایت ہے کہ حضرت سلیمان عَلَيْهِ السَّلَامُ کی انگشتری جو آسمان سے اُتری تھی، اُس پر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا تھا۔

ایک دن حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے کعب احبار سے فضائل آپ کے پوچھے۔ کعب نے کہا: کتب الٰہیہ میں میں نے پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ایک سنگ پایا تھا، اُس میں "لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِیْ وَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلِیْ فَطُوْبٰی لِمَنْ اٰمَنَ بِیْ وَ اتَّبَعَہٗ" تحریر تھا[47]۔ شعر

دل کے نگیں پر گر نہ کُھدا ہو نام ترا تو پتھر ہے
پتّھر پر بھی نشاں ہے تیرا پتّھر سے وہ بدتر ہے

طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتّوں پر نام محمد عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کا لکھا ہے۔ اور صدرِ لوحِ محفوظ پر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دِیْنُہُ الْاِسْلَامُ وَ مُحَمَّدٌ عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ فَمَنْ اٰمَنَ بِہٖ اَدْخُلَہُ الْجَنَّۃَ" لکھا ہے[48]۔ شعر

پتّا پتّا بوٹا بوٹا تیری گواہی دیتا ہے
نخلِ وجودِ عالم و آدم تیرے سبب سے برپا ہے

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم نہ ہوتے اے محمدؐ، تو تخم ظہور کا بیچ مزرعۂ امکان کے نہ بوتا۔ ادنیٰ مرتبہ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عظمت کا یہ تھا کہ کوئی جانور پرند اوپر سرِ مبارک کے نہیں اُڑ سکتا تھا۔ اور سایہ آپ کا نہ تھا، وجود آپ کا نوری تھا۔ شعر

[47] تاریخ دمشق

[48] سیرتِ حلبیہ

بسانِ سایہ پری می فتد بپا مظہر
بلند دامنِ رعنائی جامہ تنگ ترا

اور مگس بدنِ اطہر پر نہیں بیٹھتی تھی۔ قطعہ

حق تعالیٰ کو جب بارِ مگس
جسمِ پاک اُن کے پہ منظور نہیں
غمِ اُمّت بہ قیامت اُن سے
گر کرے دُور تو کچھ دُور نہیں

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۹۔ حالات قبل از بعثت

جب عمر شریف پچیس برس کو پہنچی، مال حضرت خدیجہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) کا بمضاربت لے کر شام کو تشریف فرما ہوئے۔ جب بُصرِی میں داخل ہوئے، اسبابِ تجارت بیچا، اُس میں نفع بہت حاصل ہوا۔ نَسطور راہب نے آپ کو پہچانا اور کہا یہ نبی آخرِ زمان ہے (صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)۔ شعر

جس کی نگہہ رُخ پہ ترے پڑ گئی
برقِ تجلّی پہ نظر گڑ گئی

کہنے لگا وہ کہ بلا شک و ریب
اَنتَ نبی کاشفِ اَسرارِ غیب

مَیسَرا، غلام حضرت خدیجہ کا، اس سفر میں ہمراہ حضرت (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کے تھا۔ راہ میں خوارق آپ کے اُس نے دیکھے، آکر حضرت خدیجہؓ کو خبر کی۔ اس واسطے حضرت خدیجہؓ نے پیغام نکاح کا حضرت کو بھیجا۔ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے چچا کو بُلایا اور نکاح کیا۔ سب اولادِ امجاد حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئی: قاسم، طاہر، زینب، فاطمہ، رقیہ، امِ کلثوم۔ مگر (صرف ایک فرزند) ابراہیم ماریہ قبطیہ سے (ہوئے)۔

جب عمر شریف تیس برس کو پہنچی، قریش نے کعبۂ معظمہ سرِ نو سے بنایا۔ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بھی شریک ہوئے اور حجرِ اسود کو اُس کے مقام میں رکھا۔ شعر

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۱۰۔ بعثت مبارک

ہر گاہ آفتابِ جہاں تاب نبوّت کا قریب طلوع کے ہوا، حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خوابیں سچّی دیکھنے لگے۔ جو رات کو دیکھتے صبح کو معائنہ کرتے۔ جلوت سے روگردانی

کر کے ساتھ خلوت کے مشغول ہوئے۔ ہر درخت اور پتّھر ساتھ صدائے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کے آواز کرنے لگا۔

جب چالیس برس کی عمر شریف ہوئی، خواب میں وحی ہوئی۔ پھر رمضان المبارک میں جبرئیل ساتھ سورۂ "اِقْرَأْ" تا "مَا لَمْ یَعْلَمْ" جنابِ الٰہی سُبْحَانَہٗ سے وحی لائے۔ پھر تین برس [تک] وحی نہ آئی۔ اس واسطے حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو کمال رنج تھا۔ یہاں تک کہ دل میں آتا تھا کہ اپنے تیئں ہلاک کریں۔ ساتھ اس خطرہ کے جبرئیل ظاہر ہو کر کہہ دیتے کہ تم رسول اللہ کے ہو حق۔ بعد تین برس کے سورۂ مدثر نازل ہوئی۔ پھر پے در پے وحی ہونے لگی۔

عورتوں میں پہلے بی بی خدیجہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا) ایمان لائیں، مردوں میں حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، لڑکوں میں حضرت علی [مرتضیٰ] کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ، غلاموں میں (حضرت) بلالؓ۔ جب اُنتالیس آدمی ایمان لائے، حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے دعا فرمائی کہ الٰہی! عزّت بخش اسلام کی ساتھ ایمان لانے عمر بن الخطاب یا ابو جہل بن ہشام کے۔ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی دعا مستجاب ہوئی، حضرت عمرؓ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اسلام نے قوّت پائی۔ اُس دن سے آشکارا (ظاہر ظہور) کعبہ میں نماز ہونے لگی اور علانیہ دعوت اسلام کی حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرمانے لگے۔ اس سبب سے کفّار سے طرح طرح کی ایذا پانے لگے۔ چنانچہ ایک دن مسجد میں عقبہ نے گلوئے نازنین سیّد المرسلین کا خفا کیا۔ حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے آ کر چھڑایا۔ باوجودیکہ معجزات ظاہر دیکھتے تھے، لیکن راہ ضلالت کی نہ چھوڑی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے پوچھا [کہ] یارسولَ اللہ! روزِ اُحد سے کوئی دن سخت نہ ہوا ہوگا کہ [اس میں آپ کے] دندانِ مبارک شہید ہوئے۔ فرمایا اے صدیقہ! ایک روز کفّار کی ایک جماعت تھی کہ ہر چند میں نے اُن کو دعوت طرف اسلام کے کی، اُنھوں نے نہ مانا، اور مجھے جھوٹا جان کر یہاں تک ظلم کیا کہ پاشنے (ایڑیاں) میرے خون سے آلودہ ہوئے۔ بیت

پائے نازک وہ کہ جس پر برگِ گل بھی بار ہے
ہائے صد افسوس خارِ ظلم سے افگار ہے

پھر ارشاد فرمایا کہ میں نے جنابِ الٰہی میں حال رنج اپنے کا عرض کیا۔ حق تعالیٰ کی طرف سے فرشتے نے کہ موَکّل پہاڑوں کا ہے، آکر عرض کیا کہ اگر حکم ہو، کوہ اور زمین توڑ ڈالوں، تا (کہ) نشان کافر کا باقی نہ رہے۔ میں نے جواب دیا کہ میں واسطے رحمت خلق کے آیا ہوں، نہ واسطے ہلاک کرنے کے۔ رباعی

واہ تمکین استقامت واہ واہ
سچ ہے، ہو عالم کی رحمت اور پناہ

کھینچی زحمت جن سے رحمت اُن پہ کی
دی پناہ اُن کو جو کرتے تھے تباہ

بیت
زحمت و رنج و مصیبت پہ وہ دریائے کرم
صبر فرماتے تھے مقدورِ بشر سے باہر

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۱۱۔ ذکرِ معراج شریف

جب عمر شریف پچاس برس کو پہنچی (تو) قومِ جنّ مشرف بہ اسلام ہوئے، اور ابو طالب نے انتقال کیا۔ حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا داخلِ بہشت ہوئیں، اور نکاح حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا کا کہ شش سالہ تھیں[49]، حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے منعقد ہوا۔ اور حضرت سودہؓ بھی داخل ازواجِ مطہرات میں ہوئیں ساتھ مہر چار سو درہم کے۔

جب باون برس کا سن مبارک ہوا، ستائیسویں رجب کو معراج ہوئی۔ حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ استراحت فرماتے تھے کہ جبرئیل بہ فرمان رب الجلیل کے، جنّت سے ایک براق کہ عاشقِ زار سیّد ابرار صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا تھا، لے کر آستانۂ علیا پر حاضر ہوئے۔ حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آواز سُن کر بیدار ہوئے۔ جبرئیل نے عرض کیا کہ حق تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے، اور نزدیک اپنے بلایا ہے تا (کہ) بزرگی دیوے آپ کو ایسی کہ کسی پیغمبر کو نہیں دی۔ حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غسل کر کے آبِ زمزم سے، براق پر سوار ہوئے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وقت سواری کے متامل ہوئے۔ حکمِ الٰہی سُبْحَانَهٗ

[49] اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔ دیگر روایات کے مطابق حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا رخصتی کے وقت پندرہ یا اٹھارہ سال کی تھیں۔

جبرئیل کو پُہنچا کہ سبب تامّل کا حبیب میرے سے پوچھ۔ جبرئیل نے عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے واسطے براق بھیجا اور فرشتوں کو منتظر کیا، مجھے [یہ] عزّت دی۔ پر اندیشہ یہ ہے کہ روزِ قیامت، اُمّت میری قبروں سے بے سامان نکلے گی، پُل صراط پر کس طرح اُن کا گزر ہو گا۔ فرمان ہوا، غم اس کا دل پر نہ لاؤ، جس طرح تم کو براق بھیج کر بُلایا ہے، ایسے ہی ہر ایک کے واسطے براق بھیج کر سوار کر کے جنّت میں داخل کریں گے۔ آپ نے سُن کر قصد سواری کا کیا۔ بُراق نے تیزی تُندی شروع کی، اور قسم کھائی کہ سوار نہ ہو گا مجھ پر مگر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صاحب قرآن۔ حضرت نے فرمایا محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میں (ہی) ہوں۔ جبرئیل نے کہا اے براق! قسم ہے حق سُبْحَانَہٗ کی، کہ کوئی پیغمبر نزدیک حضرت حق سُبْحَانَہٗ کے (زیادہ) بزرگ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے، سوار نہیں ہوا اوپر تیرے۔ یہ خلاصہ اٹھارہ ہزار عالم کے ہیں۔ مَہْبَطِ "فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی" عالی مقام "دَنٰی فَتَدَلّٰی" والیِ حرم "فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" ہیں۔ بُراق یہ کلام سنتے ہی کانپنے لگا اور جبرئیل سے کہا: میرے ساتھ درشتی نہ کر کہ میں حاجتمند ہوں۔ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے پوچھا کہ کیا حاجت تیری ہے؟ عرض کیا یا رسولَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قیامت کو ہزاروں براق آپ کی سواری کی تمنّا میں کھڑے ہوں گے، مبادا آپ میری طرف التفات نہ فرماویں اور اُن پر سوار ہو کر مجھے داغِ رشک کھلاویں؟ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے وعدہ کیا کہ میں تجھی پر سوار ہوں گا۔ بعد اس کے پائے مبارک رکاب میں ڈالا۔ مثنوی

چلا جس دم بُراقِ برق رفتار
مشرف ہو کے حضرت سے بہ یک بار

تو سرعت اُس کی کیا کہیے کہ کیا تھی
نظر تھی برق تھی یا اک ہوا تھی

بہ یک لحظہ بہ یک لمحہ بہ یک دم
وہ پُہنچا مسجدِ اقصیٰ میں خرّم

آپ نے وہاں دیکھا فرشتوں کی جماعت کو، کہ واسطے استقبال آپ کے آسمان سے اُترے تھے۔ اور انبیاء صف بصف بہ انتظارِ امام الانبیاء کھڑے تھے۔ حضرت جبرئیل نے آپ کو امام کیا۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھوائی۔ بعد فراغ ہونے کے نماز سے، ہر ایک نبی نے تعریفیں حضرت حق سُبۡحَانَہٗ کی بیان کیں۔ ہمارے حضرت نے فرمایا کہ سب تعریفیں ثابت ہیں واسطے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے کہ (جس نے) بھیجا مجھ کو رحمت (بنا کر) واسطے سارے جہان کے، اور دعوت میری عام کی، اور مجھ پر قرآن مجید نازل کیا کہ سب چیزوں کا اُس میں بیان ہے، اور میری اُمّت بہتر سب امتوں سے کی (جو) بہشت میں سب سے پہلے جاوے گی، اور پیچھے سب سے ہے وجود میں۔ اور شرحِ صدر سے مُشرّف کیا مجھ کو، اور اُٹھالیا بوجھ میرا، اور بلند کیا ذکر میرا، اور کیا مجھ کو سب سے پہلے، اور ختم کی ساتھ میرے نبوّت۔ کہا حضرت ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نے، ساتھ اُن اوصاف کے بزرگی دی محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کو اوپر سب انبیاء کے۔

پھر آپ نے وہاں سے عروج فرمایا (اور) پہلے آسمان پر پہنچے۔ جبرئیل نے دروازہ کُھلوایا۔ اسماعیل فرشتہ دربان اُس کا پوچھنے لگا کہ کون ہے۔ جبرئیل نے کہا محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ تشریف لائے ہیں۔ پوچھا آپ کو بلایا ہے؟ جبرئیل نے اقرار کیا۔ اُس نے دروازہ کھول دیا۔ (وہاں آپ نے) حضرت آدم سے ملاقات کی۔ وہاں سے دوسرے

آسمان پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ (عَلَيْهِمَا السَّلَامُ) سے (ملاقات کی)، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف (عَلَيْهِ السَّلَامُ) سے، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس (عَلَيْهِ السَّلَامُ) سے، پانچویں پر حضرت اسمٰعیل اور [حضرت] اسحاق اور ہارون (عَلَيْهِمُ السَّلَامُ) سے۔ چھٹے پر حضرت موسیٰ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) سے ملاقات کر کے جب اوپر متوجہ ہوئے تو حضرت موسیٰ رونے لگے۔ حق سُبْحَانَهٗ نے پوچھا کہ سبب گریہ کا کیا ہے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ میرے بعد محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو بہ رسالت سرفراز کیا، اور اُن کی اُمّت بہت (زیادہ تعداد میں) میری اُمت سے جنّت میں جاوے گی، اور آپ اوپر چلے اور مجھے گمان تھا کہ میرے سے اوپر کوئی نہ جاوے گا۔

ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم (عَلَيْهِ السَّلَامُ) [تھے، اُن] کو دیکھا کہ تکیہ کئے بیت المعمور سے بیٹھے ہیں۔ وہ (بیت المعمور) مقابل کعبہ کے ہے یاقوت سُرخ کا۔ ستّر ہزار فرشتے ہر روز اُس کا طواف کرتے ہیں (کہ) پھر کبھی نوبت اُن کی تا قیامت نہیں آنے کی۔ جبرئیل نے عرض کیا [حضرت سے] کہ یہ باپ آپ کے ہیں، ان کو سلام کیجئے۔ میں نے تحیہ سلام کا ادا کیا۔ اُنہوں نے جواب دیا اور فرمایا مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ۔ اور حضرت آدم (عَلَيْهِ السَّلَامُ) نے بھی اسی طرح فرمایا۔ اور (دیگر) انبیاء نے مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ کہا۔ پھر حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اپنی اُمّت کو وصیت کرو کہ زمین بہشت کی قابل زراعت کے ہے، درختِ بہشت اس میں لگاویں۔ حضرت (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نے پوچھا کس طرح لگاویں۔ کہا ساتھ کہنے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کے، اور ساتھ پڑھنے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے۔

بعد اُس کے بہت حجاب طے کر کے سدرۃ المنتہیٰ کو پُہنچایا۔ وہ درخت بیر کا ہے، کہ سیر کرے سوار بیچ سایہ اُس کے کے ستّر برس۔ اور [ایک] پتّا اُس کا سایہ کرنے والا (پوری) خلق کا ہے۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ پتّا اُس کا جیسے ہاتھی کا کان، اور بیر اُس کا مانند مٹکے ہَجَر کی۔ احاطہ کیا ہے اُس کو نور اور فرشتوں نے مثل مَلَخ زرّیں کے۔ وہیں تک رسائی ہے ہر چیز کی کہ جاتی ہے زمین سے، اور وہاں حکم الٰہی سُبْحَانَہٗ پہنچتا ہے اوپر سے، پس مشہور ہوتا ہے جہان میں۔ اور اُسی سے چاروں نہریں نکلتی ہیں، پانی اور دودھ اور شراب اور شہد کی۔ اوپر اُس کے کوئی نہیں جا سکتا۔ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے واسطے جبرئیل نے کُرسی لا کر بچھائی، آپ اُس پر جلوس فرما کے متوجہ فوق کے ہوئے۔ جبرئیل نے کہا کہ اب اوپر جانے کی یہاں سے قدرت نہیں رکھتا ہوں۔ شعر

اگر یک سرِ موئے برتر پرم
فروغِ تجلّی بسوزد پرم

حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ کچھ حاجت اپنی بیان کرو۔ عرض کیا یا رسولَ اللہ! آپ دعا فرمایئے کہ پل صراط پر پَر اپنے فرش کروں تا (کہ) اُمّت آپ کی بسہولت گزرے۔ حضرت نبی اعلیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یہ سُن کر اوپر تشریف فرما ہوئے اور مقام مُستَویٰ میں پہنچے۔ وہاں ملائک جو اوامر و نواہی لکھتے تھے اُن کے قلموں کی آواز آتی تھی۔ وہاں سے ترقی کر کے عالمِ نور کو پُہنچے۔ براق (پیچھے) رہ گیا، رَفرَف سواری میں تھا۔

معارج النبوّت میں لکھا ہے کہ فرمایا حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے: جب عرش پر پہنچا، بہت حجاب راہ میں آئے۔ رَفرَف نے مجھ کو سب حجابوں سے گزرانا کہ درمیان میرے اور عرش کے ایک پردہ باقی رہا۔ رَفرَف کو دیکھا کہ غائب ہو گیا۔ ایک صورت اسپ

کی نمودار ہوئی، اُس نے مجھے سوار کر[کے] اس پردہ سے گزارا۔ پھر وہ بھی غائب ہو گئی، میں سراسیمہ کھڑا رہ گیا۔ اُس وقت ابو بکرؓ کی سی آواز آئی کہ

قِفْ يَا مُحَمَّدُ فَإِنَّ رَبَّكَ يُصَلِّیْ

کھڑے رہو اے محمدؐ یعنی تسکینِ دل حاصل کرو کہ پروردگار تمہارا رحمتِ خاص نازل کرتا ہے۔ اس آواز [کے] سُننے سے آرام تمام حاصل ہوا حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو۔ بعد اس کے خطاب آیا: نزدیک ہو مجھ سے۔ تا مرتبہ "دَنُوّ" کو پہنچے۔ پھر مرتبۂ "تَدَلّٰی "کو۔ پھر ترقی کرکے خلوت خانۂ "قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی "کو پہنچے اور محرمِ اسرار "فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی "ہوئے۔ بیت

محمدؐ سیدِ کونین صاحب تاج لولا کا
کہ جس کے قد پہ ہے کیا چست زیبا خلعت اسرا کا

مقامِ عالی اُس کا آوے کیونکر فہم میں جس کے
بیاں ہے مرتبوں میں قاب قوسین ایک ادنیٰ کا

نہ دستِ وہم پہنچے پایۂ ادراک کو اُس کے
ظہورِ دو جہاں سایہ ہے جس شہ کے سراپا کا

شعر

زمین زاده بر آسمان تاخته

زمین و زمان را پس انداخته

شعر

خاکی و بر اوجِ عرش منزل

اُمّی و کتاب خانه در دل

دَنٰی نزدیک ہونا حضرت صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا ہے ربّ العزّت سے بے کیف۔ اور معنیٰ فَتَدَلّٰی کے دور ہونا حجاب کا ہے کہ حضرت صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُس حجاب سے گزر گئے، نزدیکی ربّ العزّت کی حضرت صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے مقدار دو کمان کے ہوئی یا اُس سے بھی نزدیک تر ہوئی۔ مثنوی

دیکھا وہ جو عقل میں نہ آوے
نہ وہم نہ درک میں سماوے

اللہ سے سُنا کلامِ قدسی
پُہنچایا یہاں پیامِ قدسی

بے پردہ و بے حجاب دیکھا
اللہ کو بے نقاب دیکھا

نظارہ کیا اِسی نظر سے
دیکھا دیدار چشمِ سر سے

جو راز و نیاز وہاں ہوئے تھے
جو ناز و نیاز وہاں ہوئے تھے

ہے اُس کا بیان بیاں سے باہر
ہے اُس کا نشان نشاں سے باہر

حق تعالیٰ نے حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے کلام جو منظور تھے فرما کر دستِ مبارک آپ کے سینۂ بے کینہ پر رکھ کر علومِ اَوائل و اَواخر کھول دیئے۔ بعضے علوم اسرار تھے، اُن کے اخفا کا حکم ہوا۔ پھر ارشاد ہوا کہ جبرئیل نے جو تم سے درخواست کی تھی ہم نے قبول کی۔

اور پچاس وقت کی نماز کا حکم ہوا تھا۔ بعد مراجعت کے حضرت موسیٰ نے کہا کہ میری اُمّت پر (صرف) دو وقت کی نماز (وہ بھی صرف) دو رکعت صبح و شام فرض ہوئی تھی، تِس پر (بھی) وہ قصور کرتے تھے۔ حضرت رحمۃ للعالمین صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مکرر سہ کرر (بار بار) عرض کر کے پانچ وقت کی نماز کا حکم لیا۔

اور (حق تعالیٰ نے) ارشاد فرمایا کہ جو مانگتے ہو مانگو۔ عرض کیا کہ ابراہیم کو تم نے خلیل کیا اور ملکِ عظیم دیا، اور موسیٰ کو ہم کلام کیا، اور داؤد کے واسطے مسخّر کر دیا لوہا اور پہاڑ، اور سلیمان کے تابع کیے جن و انس اور شیاطین، اور دیا مُلک کہ لائق نہیں کسی کو بعد اُن کے، اور عیسیٰ کو تعلیم کر دیا تورات اور انجیل اور اچھا کرنا اندھے اور مبروص کا، اور پناہ دی ان کو اور ماں اُن کی کو شیطان سے۔

فرمایا حق تبارک و تعالیٰ نے: تمھیں حبیب کیا، اور لکھ دیا توریت میں محمد حبیب الرحمٰن (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)، اور بھیجا تم کو سب کی طرف، اور اُمّت تمہاری سب

اُمّتوں سے بہتر کی، اور تمہارانام اپنے نام کے ساتھ لکھا، اور مبداء کیا تم کو اور بعثت سب سے بعد کی، اور دیا تم کو سبع مثانی کہ کسی اور نبی کو نہیں دیا، اور ایسے ہی خواتیم سورۂ بقر کی خزانۂ عرش سے (دیں)۔ اور بخش دیا غیر مشرک اُمّت تمہاری سے۔ اور جو قصد کرے گا نیکی کا اور وجود میں نہ لایا، ایک نیکی لکھ دیتا ہوں، [اور] بعد کرنے کے دس نیکیاں۔ اور جو برائی کا قصد کرے اور نہ کرے، کچھ نہیں لکھتا ہوں۔ اگر کرے تو ایک بُرائی۔

بعد اُس کے حکم ہوا کہ بہشت کی سیر کرو۔ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے امتثال امر کیا۔ پوچھا کہ اپنی اُمّت کے مقام (کو) دیکھ کر راضی ہوئے؟ عرض کیا کہ بندہ کو طاقت ناخوشی کی اپنے مولا سے نہیں ہے۔ حق سُبْحَانَہٗ نے فرمایا: یہ نعمتیں تمہارے دوستوں کے واسطے ہیں، آپ کے دشمنوں پر حرام ہیں۔

بعد اس کے طبقات دوزخ کے ملاحظہ فرمائے۔ پہلا طبقہ بہ نسبت اور طبقوں کے خفیف تھا (اس کے باوجود) اُس میں ایسا جوش و خروش تھا کہ پناہ بخدا۔ اگر اُس کی آواز دنیا میں آوے، کوئی جیتا نہ بچے۔ (جہنم کے داروغہ) مالک سے آپ نے پوچھا کہ یہ (عذاب) کس کی اُمّت کا ہے؟ مالک خاموش ہوا۔ آپ نے فرمایا صاف بیان کرتا (کہ) تدارک اس کا کروں۔ مالک نے عرض کیا کہ آپ کی اُمّت کا ہے۔ آپ اُمّت کو نصیحت فرماویں کہ گناہ نہ کریں۔ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جنابِ الٰہی میں عرض کیا کہ الٰہی! جبکہ اُس کے دیکھے سے مجھے ملال ہوا، ضعیفوں کو کب طاقت اُس کے عذاب کی ہو گی۔ ارشاد ہوا اے حبیب میرے! بنظر حزن اور ملال تمہارے کے دُعا تمہاری قبول کی۔ قیامت کو شفاعت تمہاری سے اتنے گناہگار بخشوں گا کہ کہو گے بس۔ حضرت شفیع المذنبین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ نے خوش ہو کے عرض کیا کہ اگر ایک بھی (فرد) میری اُمّت سے دوزخ میں رہے گا، بہشت [میں] نہ جاؤں گا۔ شعر

کیا جو ساتھ اُمّت کا، عنایت اس کو کہتے ہیں
پیمبر ہوں تو ایسے ہوں، شفاعت ہو تو ایسی ہو

جب آپ مُرخّص ہوئے جناب باری سے، ارشاد ہوا کہ یہاں کے انعامات ہمارے اپنی اُمّت سے بیان کرنا، تا (کہ) عبادت میں چُست رہیں۔ عرض کیا کہ میرے قول کی تصدیق کون کرے گا؟ حکم ہوا کہ ابو بکر۔ آپ نے صبح کو سارے مشاہدات شب کے بیان فرمائے۔ اوّل جناب ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے تصدیق کی، اس واسطے صدیق خطاب پایا۔ پھر سب مسلمانوں نے اقرار کیا، سزاوار عنایت سرمدی ہوئے۔ کفّار نے انکار کیا، بدبخت ابدی ہوئے۔

علماء نے لکھا ہے کہ معراج روحی حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو بہت بار ہوئی، اور اِن (ظاہری) آنکھوں سے حق تعالیٰ کو دو بار دیکھا۔ ایک بار شبِ معراج میں، دوسری بار خطبہ میں کہ روز کسوف کے مشاہدہ ہوا۔ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے، کہ فرمایا رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے کہ رجوع کی میں نے آسمان سے طرف بستر کی اور (ابھی) خدیجہ نے کروٹ نہیں بدلی تھی۔ شعر

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۱۲۔ حِلیہ شریف

پیدائش حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بدرجۂ اعتدال تھی۔ قطعہ

هر لطافت که نهان بود پسِ پردۂ غیب
همه در صورتِ خوبِ تو عیان ساخته اند

هر چه بر صفحۂ اندیشه کشد کلکِ خیال
شکلِ مطبوعِ تو زیبا تر ازاں ساخته اند

قد مبارک میانہ تھا۔ رباعی

گو بقد تھے میانہ آپ ولے
سب سے معلوم ہوتے تھے بالا
دیکھتا جو بلند قد کہتا
واہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى

سرِ مبارک بزرگ و کلاں (تھا)۔ بال سیاہ (تھے)، نہ سیدھے نہ (ہی) پیچدار۔ گیسوئے عنبر بوئے تا نرمۂ گوش[50] (کان کی لو تک) یا سرِ دوش (کاندھوں تک)۔ شعر

نکہتِ کاکل وہ دے لاکھ جتن سے جتا
یعنی تری ہے مثلِ مُشکِ ختن سے خطا

[50] نَرمہ: کان کی لو۔ گوش: کان

بیت

دارد بعشق هندوے زلفِ سیاهِ او
کاکل بسر چو خامهٔ مو استخوانِ ما

معراج میں رسولِ مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جنابِ باری سے عرض کیا کہ جبرئیل کو چھ سو (٦٠٠) پَر عنایت ہوئے، مجھے اُس کے عوض میں کیا مرحمت کیا؟ فرمایا کہ ایک تار بال تمہارا بہتر ہے نزدیک میرے اُس کے سب پَروں سے۔ خالدؓ (بن ولید) نے چند موئے مبارک واسطے برکت کے کُلاہ میں سی لیے تھے۔ لہٰذا ہر جنگ میں فتحیاب ہوتے تھے۔ چہرۂ مبارک نورانی ایسا تھا کہ بدر [51] مقابلہ میں جس کے بے رونق تھا۔

ابیات

صفا و خوبیِ عارض کو تیرے دیکھ کر مردم
بحیرت کہتے ہیں ہر دم یہ رُخ کیا ہے اچنبا ہے
نہ کانوں سے سُنا ایسا، نہ آنکھوں سے کبھی دیکھا
پری ہے حور ہے غلماں ہے انساں ہے فرشتہ ہے
یہ کیا ہے کیا کہیں اِس کو، شباہت کس سے دیں اِس کو
غرض حیرت زدہ ہے، عقل کا یاں ہوش اُڑتا ہے
چمک یہ کب کسی میں ہے کہ جس کا نور جس میں ہے
نہ مہ نہ مشتری ہے نہ عطارد ہے نہ زہرا ہے

[51] بدر: چودھویں رات کا چاند

گماں میں وہم میں ادراک میں آتا ہے جو جو کچھ
مثال اُس سے تو دینا کیا کہیں کیا سخت بیجا ہے

مناسب ہے کہ چُپ رہئے اگر کہئے تو یہ کہئے
بشر کی شکل میں نورِ الٰہی جلوہ آرا ہے

بیت

کرد آخر حُسنِ بالادستِ او رُسوا مرا
مو کشاں چوں خامۂ تصویر بُرد از جا مرا

ایک روز سوئی حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی گم ہوئی۔ آپ تشریف لائے، مکان سارا روشن ہو گیا، سوئی مِل گئی۔ اشعار[52]

كُلُّ بَيْتٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ
غَيْرَ مُحْتَاجٍ اِلَى السُّرُجِ
وَوَجْهُكَ الْمَيْمُوْنُ حُجَّتُنَا
يَوْمَ تَاْتِى النَّاسَ بِالْحُجَجِ

عرق جو جبینِ مبارک سے نکلتا تھا، جس رومال سے لگتا تھا وہ آگ میں نہیں جلتا تھا۔ حضرت اَنس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے گھر چند مہمان آئے۔ وہ اُن کے واسطے طعام ایک میلے رومال میں لائے۔ مہمانوں نے تنفّر کیا۔ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے اُس رومال کو فی الفور تنور میں ڈال دیا (اور) بعد دیر کے سفید نکالا۔ لوگ حیران ہوئے (تو) حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ

[52] کتاب مخ العبادة

عَنْہُ نے کہا کہ اِس رومال سے روئے مبارک حضرت رسولِ خدا صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے پونچھا ہے، اس سبب سے آتش (اس پر) اثر نہیں کرتی ہے۔ بیت

آگ میں جس کے سبب سے نہیں جلتا ہے رومال
اُس کی اُمّت پڑے آتش میں یہ کیونکر ہو مجال

پیشانیِ نور افشاں کُشادہ تھی۔ اَبرو کماندار تھے۔ چشمانِ نرگسیں کمال سیاہ و سفید و سُرخ تھیں۔ شعر

بوصفِ سُرمۂ دنبالہ دارش چوں بحرف آید
چو سوسن در دھن ھرگز نمی گنجد زبانِ ما

بیت

نگاہِ مستِ تو آنرا کہ مستفید کند
ھزار پیرِ خرابات را مُرید کند

قوّتِ باصرہ (بینائی) اِس مرتبہ میں تھی کہ روشنی اور تاریکی اور مقابل اور پسِ پشت اور حاضر اور غائب برابر تھا۔ رُخسارے استخوان (ہڈیوں) سے بلند نہ تھے۔ بیت

روبرو مہ جس کے کہ شرمندہ تھا
مہر تھا یا وہ رُخِ رخشندہ تھا

بینی (ناک) مبرّا از خود بینی، دراز اور بلند تھی۔ بیت

کان تھے وہ کانِ خوبی لاکھ محبوبی بھرے
سُن کے شورِ حُسن جن کا غش ہوں پریوں کے پرے

اور بیداری اور خواب، اور بعید اور قریب سے برابر سُنتے تھے۔ شعر

دہن تھا کشادہ نہایت ملیح
نمک ایسا لاوے کہاں سے صبیح

بیت

کارسازانِ اَزَل نیستی و هستی را
باهم آمیخته او را دهنے ساخته اند

لعابِ دہن ایسا شیریں تھا کہ انسؓ کے گھر میں چاہِ شور (کھاری کنواں) تھا، اُس میں ایک قطرہ ڈالا، شیریں ہو گیا۔ کلثوم ابن حصین کے حلق میں جنگ اُحد میں تیر لگا، آپ نے آبِ دہن لگا دیا، اچھا ہو گیا۔ محمد بن حاطب کا ہاتھ دیگِ گرم میں جل گیا، رسولِ مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے لعاب لگا دیا، صحیح وسالم ہو گیا۔

دندانِ مبارک مانند مروارید کے درخشاں تھے۔ وقت کلام کے اُن سے نور جھڑتا تھا۔ شعر

دہن تھا دُرجِ[53] یاقوت اور دانت اُس میں تھے وہ موتی
صفائی حُسن کی جن کی نہیں خوبی بیاں ہوتی

[53] دُرج: زیور رکھنے کا ڈبہ

شعر[54]

فَوَدَدتُّ تَقۡبِيۡلَ السَّيُوۡفِ لِاَنَّہَا
لَمَعَتۡ کَبَارِقِ ثُغۡرِكَ الۡمُتَبَسِّمِ

لبِ مبارک باریک ونازک تھے۔ بیت

کند روے تو روشن چشمِ یعقوب و زلیخا را
لبِ لعلِ تو احیا مے کند دینِ مسیحا را

بیت

ثنا خوانِ لب و دندانِ محبوبیم از عمرے
کسے از لعل و گوهر پُر نمی سازد دهانِ ما

[شعر[55]

صورت پکڑ کے معجزہ احیائے موتی کا ہوا
پردے میں لب کے برملا لب ہے کہ گویا جان ہے]

لحیہ مبارک (ریش مبارک) انبوہ (گھنی)، بھر لیتی تھی سینہ بے کینہ کو۔ بیت

وہ گردن آبدار ایسی صراحی دار موتی تھی
درِ شہوار کی جو آبرو دریا میں کھوتی تھی

[54] عنترة بن شداد بن عمرو العبسي، المتوفي ۶۰۱

[55] یہ شعر ۱۹۲۰ ایڈیشن میں نہیں ہے۔

درمیان دونوں شانوں کے دُوری اور خاتمِ نبوّت مثل بیضۂ کبک (تیتر کا انڈا) یا تکمۂ عروس (دلہن کے لباس کا بٹن) تھی۔ اُس میں ایک جانب "اَلْعَظْمَةُ لِلّٰهِ" اور دوسری طرف "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"، اور درمیان میں "تَوَجَّهْ حَيْثُ شِئْتَ فَاِنَّكَ مَنْصُوْرٌ" لکھا تھا۔ سینہ مقدسہ صاف اور فراخ اور عریض (چوڑا) تھا۔ شکمِ عالی (پیٹ مبارک) ساتھ سینہ کے برابر تھا۔ شعر

سینہ وا کردہ بگلشن چو خراماں گزرد
بُلبل از جاں گزرد گل ز گریباں گزرد

اور سینہ سے تا ناف ایک خط باریک مو کا نقاشِ ازل کی دستکاری سے کھچا تھا۔ دستِ ہمایوں دراز تا بزانو تھے۔ بیت

عیسیٰ سے معجزہ نہیں کم دستِ یار میں
لے ہاتھ میں تو جان پڑے پشتِ خار میں

بیت

وہ ہاتھ کب ہاتھ آئے ہے، افسوس ہے ہیہات ہے
دل میں یہ بات آئی ہے اللہ یہ کیا ہاتھ ہے

اور وہ ہاتھ کیسے تھے کہ ہزارہا معجزات جن کے ہاتھ میں۔ چنانچہ نکلنا پانی کا انگشتانِ فیض بُنیان سے، اور تسبیح کہنا سنگریزوں کا کفِ اشرف میں، اور شق ہونا قمر کا اشارۂ انگشت

سے، اور خاک ڈال (کر) اندھا کرنا کفاروں کا ساتھ قبضۂ مبارک کے، اور دوہنا گوسفند (بھیڑ) بے شِیر اُمِّ مَعْبَدْ کا۔ رباعی[56]

شقِ قمر جس کی ہو اَنگشت میں
سنگ کو گویا کرے جو مشت میں

نعت ہو اُس شاہ کی پھر کیا بیاں
رافتؔ اب اِس جا زباں ہے بیز باں

بیت

جلتے ہیں پَر طائرِ تقریر کے
بال گلے جاتے ہیں تحریر کے

ایک روز دستِ مبارک قَتَادَةِ بْنِ مَلْحَان کے مُنہ سے مَلا تھا، چہرہ اُس کا ایسا نورانی ہو گیا تھا کہ عکس ہر چیز کا اُس میں نظر آتا تھا۔ لطافتِ بدن اور خوشبو عرقِ تن ایسی تھی کہ جو کوئی مس کرتا، معطّر ہو جاتا۔ شعر

فشارد او نزاکت ز بسکه رنگ ترا
تنِ تو ساخت گلابی قبائے تنگ ترا

بیت

تب بھید کُھلے گا تری نازک بدنی کا
جب پھول سحر کو ترے بستر سے اُٹھیں گے

56 حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی نقشبندی

انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ کہتے ہیں کہ ہر گز میں نے کوئی مشک و عنبر نہیں دیکھا خوشبو تر عرقِ بدنِ مبارک محبوبِ ربّ العالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ سے۔ اور جس کوچہ میں گزر فرماتے تھے لوگ خوشبو سے پہچان جاتے۔ اشعار [57]

اَمِنَ ازْدِيَارَكِ فِي الدُّجَى الرُّقَبَاءُ
اِذْ حَيْثُ كُنْتِ مِنَ الظَّلَامِ ضِيَاءُ

(ترجمہ: امن میں ہیں تیری زیارت سے اندھیروں میں تیرے رقیب۔ کیونکہ جہاں بھی تو ہو وہاں اندھیروں سے روشنی ہو جاتی ہے۔)

قَلَقُ الْمَلِيْحَةِ وَهْيَ مِسْكٌ هَتْكُهَا
وَ مَسِيْرُهَا فِي اللَّيْلِ وَ هِيَ ذُكَاءُ

(ترجمہ: محبوبہ کا اضطراب اس حال میں کہ وہ کستوری ہے، اس کی پردہ دری ہے۔ اور جینا اس کا رات میں اس حال میں کہ وہ سورج ہے۔)

لَمْ تَلْقِ هٰذَا الْوَجْهَ شَمْسَ نَهَارِنَا
اِلَّا بِوَجْهٍ لَيْسَ فِيْهِ حَيَاءُ

(ترجمہ: نہیں ملاقات کر سکتا اس چہرہ کی ہمارے ان کے سوا، مگر ایسے چہرے کے ساتھ کہ جس میں حیا نہ ہو۔)

[57] دیوان متنبی، أبو الطیب احمد بن الحسین المتنبي، م۳۵۳ھ

شعر

گو مُنہ کو چھپائے ہوئے جاتے ہو یہاں سے
پہچان لیا ہم نے یہ رفتار وہی ہے

اور اگر یتیم کے سر پر ہاتھ پھراتے، وہ یتیم دُرِّ یتیم ہو جاتا بہ سبب خوشبو کے۔ اور عورتیں عرق بدنِ مبارک کا شیشہ میں رکھتی تھیں اور دُلہنوں کو مَلتی تھیں، خوشبو اُن سے ایسی آتی تھی کہ نسلاً بعد نسلٍ نہیں جاتی تھی۔ بیت

کہاں ہے عطر میں خوشبو ترے بدن کی سی
یہ بو تو صاف ہے گلزارِ قُدسِ حق کی سی

بازو مبارک گول گول، لطیف و استوار و میانہ۔ قدم بلند زمین سے تھا اور پشتِ پا رفیع۔ بیت

کاش بخت و طالعِ رنگِ حنا بودی مرا
تا بکامِ دل بر پائے تو جا بودی مرا

شعر

خارِ مژگاں کا خطر ہے ورنہ اے نازک بدن
میں کفِ پا کو ترے پلکوں سے سہلایا کروں

گوشت بدن شریف کا سخت۔ کفِ اطہر (ہتھیلی مبارک) نرم تر ریشم سے۔ ساقِ مبارک (ٹانگیں) باریک، انگشتانِ (انگلیاں) دست و پا دُرست اور قوی۔ عقبِ شریف (پیٹھ) کم گوشت، نہ دراز نہ عریض۔

شجاعت کا کیا بیاں کیجئے کہ کسی جنگ میں مُنہ نہیں پھیرا اور کسی شخص کا رعب آپ پر نہیں آیا۔ مثنوی

کریں عزم تھے جب بمیدانِ جنگ
تو پھر کانپتے تھے دلیرانِ جنگ

لڑائی میں ہوتے تھے جو تندوتیز
تو دشمن کو سوجھے نہ تھا جُز گریز

اگر دیکھتا رستمِ داستاں
تو ہتھیار رکھ بولتا ''اَلاَماں''

شفقت اور رحمت بیچ حق اُمّت کے یہاں تک تھی کہ حق تعالیٰ نے فرمایا

فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنۡتَ لَهُمۡ[58]

(پس اللہ کی کیسی رحمت ہے کہ آپ ان کے لئے نرم طبع ہیں)

یعنی رحمتِ الٰہی سے ہے کہ نرم کر دیئے اخلاق تم نے واسطے اُن کے، اور

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ[59]

یعنی جان اپنی ہلاک کرتے ہو اوپر ایمان نہ لانے اُن کے پر، اور

[58] سورة آل عمران ٣، آية ١٥٩

[59] سورة الكهف ١٨، آية ٦: ''فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفۡسَكَ عَلٰى اٰثَارِهِمۡ اِنۡ لَّمۡ يُؤۡمِنُوۡا بِهٰذَا الۡحَدِيۡثِ اَسَفًا''۔ ترجمہ: (اے حبیبِ مکرّم!) تو کیا آپ ان کے پیچھے شدتِ غم میں اپنی جانِ (عزیز بھی) گھلا دیں گے اگر وہ اس کلامِ (ربّانی) پر ایمان نہ لائے۔

عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ [60]

یعنی دشوار ہے اوپر حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے رنج تمہارا۔

سخاوت کو اس درجۂ اعلیٰ کو پہنچایا کہ آخر کمالِ جود سے مخاطب ساتھ "**وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ**" [61] کے ہوئے، یعنی نہ کھولو ہاتھوں کو بالکل۔ غرض دُنیا نزدیک آپ کے کمال بے قدر تھی، جو آیا فی الفور صرف کیا۔ شعر

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

[60] سورة التوبة ۹، آية ۱۲۸: "لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۝". ترجمہ: بیشک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لئے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لئے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔

[61] سورة الإسراء ۱۷، آية ۲۹: "وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا۝". ترجمہ: اور نہ اپنا ہاتھ اپنی گردن سے باندھا ہوا رکھو (کہ کسی کو کچھ نہ دو) اور نہ ہی اسے سارا کا سارا کھول دو (کہ سب کچھ ہی دے ڈالو) کہ پھر تمہیں خود ملامت زدہ (اور) تھکا ہارا بن کر بیٹھنا پڑے۔

۱۳۔ اخلاق حمیدہ

اخلاقِ حمیدۂ حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ برتر ہیں بیان سے۔ حِلم اور عفو اور سخاوت اور شجاعت اور حیا اور حُسنِ معاشرت ساتھ اقربا اور اجانب کے، شفقت اور رحمت ساتھ تمام مخلوقات کے، اور وفا کرنا ساتھ عہد و پیمان کے طریقہ آپ کا تھا۔ صلۂ رحم اور تواضع [62] اور عدل اور اَمانت اور عِفّت [63] اور دیانت اور صِدق اور وَقار اور مروّت اور زہد اور قناعت کے ساتھ موصوف تھے۔ مجموعۂ اوصاف پیغمبروں کے (تھے)، چنانچہ توبہ و استغفار آدمؑ کا، شکر نوحؑ کا، حِلم [64] ابراہیمؑ کا، صِدق اسماعیلؑ کا، حُسن یوسفؑ کا، صبر ایّوبؑ کا، اخلاص موسیٰؑ کا، اعتذار [65] داوٗدؑ کا، [تواضع سلیمان کی،] زہد عیسیٰ کا، [عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رکھتے] تھے۔

اور فضائلِ مخصوصہ وہ خصائل ہیں کہ قرآن شریف میں مذکور ہیں کہ جن کے عمل سے مشرب بہ خطاب "وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" [66] کے ہوئے۔ حضرت عائشہ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا) سے روایت ہے بیچ تفسیر خلقِ عظیم کے کہ: مِل اُس شخص سے جو قطع کرے اور معاف کر اُس سے جو ظلم کرے، اور نیکی کر طرف اُس شخص کے جو بُرائی کرے طرف

[62] تواضع: عاجزی، انکساری

[63] عِفّت: پرہیز گاری، عصمت، پاک دامنی

[64] حِلم: بُردباری، برداشت، نرم دلی

[65] اِعتِذار: عُذر کرنا، عُذر خواہی

[66] سورة القلم ۶۸، آیة ۴: ترجمہ "اور بے شک آپ عظیم الشان خُلق پر قائم ہیں"

تیرے۔ اور عادت شریف تھی کہ جواب میں ہر شخص کے لبّیک فرماتے تھے۔ اور کام نہ کرنے پر ملامت نہ کرتے تھے۔ اور چیز تلف ہونے سے تاسّف نہ کھاتے تھے۔ مجالس میں موافقت اصحاب کی فرماتے تھے۔ گھر میں جھاڑو دینا، لباس کا پیوند کرنا، کفش [67] کا سِی لینا، پانی پلانا، دودھ دوہنا، خادم کی مدد کرنا (اور اسے) اپنے ساتھ کھلانا، اشیاء بازار سے خریدنا عادت بابرکت تھی۔

اور فضلات حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاک تھے۔ بعض صحابہ نے بول اور خون آپ کا پیا ہے۔ اور بول اور غائط آپ کا زمین نگل لیتی تھی اور اُس مکان سے خوشبو آتی تھی۔ اور احتلام حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو کبھی نہیں ہوا۔

اور ہر شخص پر اوّل سلام کرتے تھے۔ اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھراتے تھے اور اُس کو کچھ دیتے تھے۔ اور کبھی سوال کسی فقیر کا رد نہ کرتے تھے۔ اور بذل [68] موجود اور فقر محمود طریقۂ شریفہ آپ کا تھا۔ اور صفتِ حیا میں دُلہنوں سے زیادہ تھے۔ کبھی کسی کے چہرے کو بنظرِ غور نہ دیکھا۔ بسا اوقات بسبب گرسنگی [69] کے شکم [مبارک] پر سنگ باندھا۔ اور پے در پے نانِ جو پر قناعت فرمائی۔ بجائے طعامِ شب کے گاہے آب و خُرمے [70] پر کفایت کی۔

[67] کَفش: جوتے، نعلین

[68] بَذل: انعام، بخشش، جود و سخا

[69] گُرسَنگی: بھوک

[70] آب و خُرما: پانی اور کھجور

ایک روز جبرئیلِ امین نے حضرتِ حق کی طرف سے پیغام پُہنچایا کہ اگر (آپ کی) مرضی ہو (تو) کوہ کو طلا کر (کے) ہمراہ کروں[71]۔ فرمایا اے جبرئیل! دُنیا گھر اُس کا ہے جس کا گھر نہ ہو۔ اور مال اُس کا ہے جس کا مال نہ ہو۔ تحقیق جمع کرتا ہے اُس کو وہ شخص کہ عقل سے بے بہرہ ہے۔ شعر

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۱۴۔ معجزات سید المرسلین

معجزاتِ حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بیشمار ہیں۔ (سب سے) بڑا معجزہ قرآن شریف ہے کہ سراسر اعجاز ہے۔ اور مشتمل اوپر اخبارِ غیب اور قصصِ انبیاءِ ماتقدم پر ہے۔ [چند] معجزات بیان کرتا ہوں، بگوشِ ہوش سُنو۔

(۱) ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم سفر میں ہمراہ رسولِ خدا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے تھے۔ ایک اعرابی ملا۔ آپؐ نے اُس سے پوچھا کہاں جاتا ہے؟ اُس نے کہا کہ گھر کو جاتا ہوں۔ آپؐ نے [اُس سے] فرمایا، کچھ رغبت تجھے امرِ خیر کی ہے؟ اُس نے پوچھا کہ امر خیر کیا ہے؟ فرمایا

شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

[71] یعنی پہاڑ کو سونا بنادوں۔

(یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہی، وہ اکیلا ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں، اور بیشک محمد اُس کے بندے اور رسول ہیں)

اُس نے عرض کیا اِس دعویٰ پر کون گواہ ہے؟ فرمایا یہ درخت کہ سامنے تیرے ہے، بُلا اُسے، وہ گواہی دے گا۔ اُس نے بلایا، وہ درخت زمین چیرتا چلا آیا، اور کہا: یہ رسول اللہ سچ کہتے ہیں۔ پھر چلا گیا اپنے مکان میں۔ اور بُرَیدَہ کی روایت میں یہ ہے کہ درخت آگے رسول اللہ کے کھڑا ہوا، اور کہا "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ"۔ اعرابی نے کہا حکم فرمایئے کہ [پھر] اپنے مکان میں چلا جاوے۔ آپؐ نے امر فرمایا، وہ چلا گیا۔ اعرابی نے کہا، امر ہو مجھے کہ سجدہ کروں آپ کو۔ فرمایا آپؐ نے، اگر میں امر کرتا کسی کو سجدے کا، تو امر کرتا بی بی کو کہ سجدہ کرے اپنے خاوند کو۔ عرض کیا، حکم ہو کہ چوموں ہاتھ پاؤں آپ کے۔ آپ نے اجازت دی۔ بیت

خارِ مژگاں کا خطر ہے ورنہ اے نازک بدن
میں کفِ پا کو ترے آنکھوں سے سہلایا کروں

(۲) جابرؓ کہتے ہیں کہ حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تشریف لے گئے صحرا کو واسطے استنجے کے۔ کوئی پردے کا مکان نہ پایا۔ دو درخت سامنے تھے، دونوں کی شاخیں پکڑ کر کھینچیں۔ دونوں کھنچ آئے اور پردہ کر دیا اُنہوں نے۔ جب آپؐ فارغ ہوئے، اُنہیں اشارہ کیا، چلے گئے اپنی اپنی جگہ میں۔

(۳) یَعلیٰ ابنِ مُرّہ کہتے ہیں کہ ایک درخت آیا اور طواف کیا حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا، پھر چلا گیا۔ پس فرمایا آپ نے، اُس نے اِذن مانگا کہ سلام کرے مجھ پر۔

(۴) ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب جن مشرف ہوئے، اُنھوں نے گواہ توحید اور رسالت پر طلب کیا، آپ نے اُس ہی درخت سے گواہی دلوادی۔

(۵) جابرؓ کہتے ہیں کہ تھی مسجدِ نبوی مسقّف بشاخِ خرما[72]۔ جب حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خطبہ پڑھتے تھے، سُتون پر تکیہ (ٹیک) لگالیا کرتے تھے۔ جب ممبر بنایا گیا، اُس ستون سے مفارقت (جدائی) واقع ہوئی۔ سُنی ہم نے آواز رونے اُس ستون کی مانند [آواز] ناقہ (اونٹنی) کے، اور گونج گئی مسجد آواز اُس کی سے، اور لوگ روئے اُس کے رونے سے، اور پھٹ گیا۔ یہاں تک کہ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تشریف لائے اور ہاتھ رکھا اُس پر، پس خاموش ہوا۔ پھر فرمایا آپؐ نے، کہ اگر [مَیں] گود میں نہ لیتا اِس کو، تو رویا کرتا تا قیامت، بہ سبب مفارقت میری کے۔ پس امر کیا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے، کہ دفن کردو اِس کو۔ پس دفن کیا گیا نیچے ممبر کے۔ اور حضرت اُس کے پاس نماز پڑھا کرتے تھے۔

شعر

دورم از وصالِ تو زندگی چه کار آید
جان بلب نمی آید این چه سخت جانی هاست

حسنؓ جب یہ حدیث بیان [کیا] کرتے [تھے] رویا کرتے تھے، اور کہتے تھے اے بندگانِ خدا! ستون رویا اشتیاقِ رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میں، تم اَحق ہو (یعنی

72 یعنی مسجدِ نبوی کی چھت کھجور کے تنوں پر کھڑی کی گئی تھی۔ مُسقَّف: چھت ڈالا گیا، چھت دار (جس پر چھت ڈالی گئی ہو)۔

زیادہ حقدار ہو) کہ مشتاق ہو طرف ملاقات رسولِ مقبول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنے کے۔

شعر

اشتیاقے که به دیدارِ تو دارد دلِ من
دلِ من داند و من دانم و داند دلِ من

بیت

مشتاقم آں چناں که ز تحریر عاجزم
چوں گُنگ خواب دیده ز تقریر عاجزم

بیت

تو در دلی بغمِ این و آن که پردازد
بجائے جان که تو باشی بجان که پردازد

(٦) انس ؓ کہتے ہیں، ہاتھ میں لئے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے سنگریزے، وہ تسبیح کہتے تھے۔ پھر لیا اُن کو حضرت ابو بکر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نے، [پس] تسبیح سُنتے تھے ہم۔ پھر لیا ہم نے، پس تسبیح سے خاموش ہوئے۔ بیت

سنگها اندر کفِ بوجهل بود
گفت پیغمبر بگو این چیست زود

لَا اِلٰه گفت و اِلَّا اللّٰه گفت
گوهرِ احمد رسول اللّٰه سُفت

(۷) جابرؓ کہتے ہیں کہ نہیں گزرتے تھے رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کسی درخت اور پتھر پاس، مگر سجدہ کرتا تھا حضرتؐ کو۔

(۸) اور جب آیتِ تطہیر نازل ہوئی، حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اہلِ بیت کو عبا میں لپیٹ کر دعا فرمائی، دیواروں نے آمین کہا۔

(۹) حضرت عمر رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بیٹھے تھے بیچ اصحاب کے۔ ایک اعرابی آیا اور گوہ لایا۔ [اور] پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ صحابہ نے کہا رسول اللہ ہیں۔ اُس نے کہا میں ایمان لاؤں گا اگر یہ گوہ ایمان لاوے۔ حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا اے گوہ۔ عرض کیا گوہ نے بزبانِ فصیح

"لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ"

آپؐ نے فرمایا کس کی عبادت کرتی ہے؟ کہا اُس ذات کی کہ بیچ آسمان کے عرش اُس کا، اور بیچ زمین کے بادشاہت اُس کی، اور جنّت میں رحمت اُس کی، اور دوزخ میں عذاب اُس کا ہے۔ آپ نے فرمایا میں کون ہوں؟ کہا آپ رسولِ ربّ العالمین و خاتم النّبیین ہیں، تحقیق فلاح پائی جس نے تمہاری تصدیق کی اور رُسوا ہوا جس نے تکذیب کی۔ اعرابی یہ معجزہ دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہوا۔

(۱۰) انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ باغ میں تھے ساتھ شیخین کے۔ اُس باغ میں ایک بکری تھی، اُس نے سجدہ کیا رسولِ مقبول [صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ] کو۔ عرض کیا خلیفۂ اوّل نے کہ ہم اَحق بسجدہ ہیں [واسطے تمہارے اِس بکری سے]۔

(۱۱) اسی طرح ایک شتر آیا، اُس نے سجدہ کیا حضور پر نورؐ کو اور کچھ عرض کیا۔ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ کیا عرض کرتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا شکایت کرتا ہے اپنے مالکوں کی کہ مجھ سے اعمالِ شاقہ لیتے ہیں اور اب ارادہ کرتے ہیں میرے ذبح کرنے کا۔ صحابہ نے مالکوں سے پوچھا، اُنہوں نے اقرار کیا موافق ارشاد حضرتؐ کے۔

(۱۲) اور عَضبا، ناقۂ خاص سرورِ کائنات عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمَاتِ کی تھی۔ کلام کیا کرتی تھی حضرت سے۔ اور چرنے جاتی تھی جنگل میں۔ اُس سے درندے ایک سُو رہتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ناقہ (اونٹنی) رسولِ مقبول (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کی ہے۔ اور بعد وصال آپؐ کے، عضبا نے نہ کھایا نہ پیا دردِ مفارقت سے، یہاں تک کہ مر گئی۔

(۱۳) روز فتحِ مکّہ کے کبوتروں نے آپ پر سایہ کیا۔

(۱۴) اور جب آپ نے غار میں رونق افروزی کی، درِ غار پر درخت ہیما پردہ ہو گیا (اور) دو کبوتر آشیانہ گیر ہوئے تا (کہ) مُفَحِّصِین[73] کو معلوم نہ ہو کہ کوئی اِس میں ہے۔

(۱۵) امِ سلمہ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صحرا میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک ہرنی نے پکارا۔ آپ نے پوچھا کیا حاجت تیری ہے؟ کہا اِس شکاری نے مجھے صید کیا، میرے دو بچے ہیں، جا کے دودھ پلا آؤں۔ حضرتؐ نے ارشاد فرمایا اُس شکاری کو، کہ چھوڑ دے اِس کو کہ پھر آ جاوے گی۔ اُس نے چھوڑ دی۔ وہ گئی اور دودھ پلا کر

[73] مُفَحِّصِین: تلاش کرنے والے

پھر آئی۔ وہ صیّاد اس معجزے سے حیران ہوا۔ [اور] عرض کیا یارسول اللہ! جو ارشاد کرو قبول کروں۔ فرمایا اِس کو چھوڑ دے۔ اُس نے چھوڑ دیا۔ وہ کہتی جاتی تھی

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

(۱۶) اور سفینہ غلام ہمارے حضرتؐ کا صحرا میں راہ بھول گیا۔ ایک شیر مِلا۔ اُس نے کہا میں غلام رسول اللہ کا ہوں۔ شیر نے اپنی پشت پر سوار کر کے شارعِ عام میں پُہنچا دیا۔

(۱۷) ایک روز حضرت رسولِ مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک بکری کا کان دو انگشت سے پکڑا۔ دستِ معجزہ سے اُس کے کان میں نشان ہو گیا اور نسلاً بعد نسلٍ اب تک باقی رہا۔ اِس روایت سے نشان ہونا بے نشان چیز میں ثابت ہوا۔

(۱۸) اور نشان کہنی مبارک کا سنگ میں صحاح میں مُصرّح ہے۔ اور جلال الدّین سیوطی نے ذکر کیا ہے بیچ خصائص کبریٰ کے، اور رزین نے بیچ خصائصِ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے۔ تحقیق حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (ایسے) تھے (کہ) جب چلتے تھے اوپر سنگ کے، نشان ہو جاتا تھا اُس میں۔

اور ابنِ حجر نے بیچ شرح قصیدۂ ہمزیہ کے نیچے اس شعر ناظم کے: شعر [74]

[74] القصيدة الهمزية في مدح خير البرية، تصنیف حضرت امام شرف الدین محمد بوصیری، وفات ۶۹۶ھ، جو قصیدہ بردہ شریف کے بھی مصنف ہیں۔

اَوْ بِلَثْمِ التُّرَابِ مِنْ قَدَمٍ لَا۔
نَتْ حَيَاءً مِّنْ مَشْيِهَا الصَّفْوَاءُ

اور ذکر کیا ہے کہ تھے رسولِ خدا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب چلتے تھے اوپر پتھر کے، نرم ہو جاتا تھا نیچے قدم شریف کے، اور جب چلتے تھے ریتے میں، نہیں اثر کرتا تھا خلاف عادت جاریہ کے۔[75] پس نشان قدم شریف کا سنگ میں ثابت ہوا۔

میلاد شریف سے روکنے والا نیا فرقہ

کمال تعجّب ہے فرقۂ محدثہ سے، کہ باوجود دعویٰ علم کے، قدم شریف کا انکار کرتا ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ معجزاتِ رسولِ مقبول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے منکر ہے۔ اَللّٰهُمَّ احْفِظْنَا۔ شعر[76]

بر زمینی که نشانِ کفِ پائے تو بود
سالها سجدۂ صاحب نظراں خواهد بود
(جس زمیں پر تیرا نقشِ قدم ہو گا، وہ سالوں صاحبِ نظر لوگوں کی سجدہ گاہ رہے گی)

[75] المِنَح المكية في شرح الهمزية، الامام ابن حجر الهيتمي الشافعي، دار المنهاج ٢٠٠٥م، صفحة ٣٦٨

[76] دیوان حافظ شیرازی

شعر[77]

کفِ پا به هر زمینے چو رسد تو نازنیں را

به لبِ خیال بوسم همه عمر آں زمیں را

اور عجب تر یہ ہے کہ یہ فرقہ ذکرِ شریف ولادت اور معراج و معجزات و وفاتِ سیّد المرسلین محبوبِ ربّ العالمین صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے بھی مانع ہے۔ بعض مکروہِ تحریمی کا فتویٰ دیتا ہے اور بعض اطلاق بدعتِ سیّئہ کا کرتا ہے۔ حالانکہ ذکرِ خیر مولدِ شریف و اخلاقِ لطیف اور معجزات و وفاتِ منیف و حِلیۂ مبارک جناب مستطاب حضرت محبوبِ رب العالمین سیّد الانبیاء والمرسلین صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَالِهٖ [وَبَارَکَ] وَسَلَّمَ بعینہ ذکرِ خالق السّماوات والارضین جَلَّ جَلَالُهٗ وَعَمَّ نَوَالُهٗ ہے، اور ذکر [حضرتِ] حق سُبْحَانَهٗ کا واجب ہے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے:

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا ۝[78]

(اے ایمان والو! تم اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کرو، اور صبح و شام اس کی تسبیح کیا کرو)

اِس واسطے کہ امر واسطے وجوب کے ہے نزدیک اکثر کے۔ چنانچہ تصریح کیا ہے اس کو علمِ اصول میں۔ کہا بیچ توضیح کے:

[77] میر کمال الدین علی تشبیہی کاشانی

[78] سورة الاحزاب ٣٣، آية ٤١-٤٢

امر واسطے وجوب کے ہے نزدیک اکثر علماء کے، اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝[79]

(پس وہ لوگ ڈریں جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی آفت پہنچے گی یا ان پر دردناک عذاب آن پڑے گا)

چاہئے کہ ڈریں وہ لوگ کہ خلاف کرتے ہیں امرِ حق [کا]، پُہنچنے بلا یا عذابِ الیم سے۔ سمجھا جاتا ہے اس کلام سے، خوف پُہنچنے فتنہ (بلا) یا عذابِ [الیم] کا، بسبب مخالفت امر کی۔ اِس واسطے (کہ) اگر نہ ہوتا یہ خوف، تو عبث ہو جاوے تحذیر۔ پس ہوا مامور واجب، اِس واسطے کہ نہیں اوپر ترک غیر واجب کے، خوف فتنہ یا عذاب کا۔ تمام ہوئی عبارت توضیح کی۔

اور دلیل اِس امر کی کہ ذکرِ عالی حضرتِ سرورِ مرسلین صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا بعینہٖ ذکر حق سُبْحَانَهٗ کا ہے، حدیث شریف میں ہے، جو قاضی عیاض نے شفا میں روایت کی ہے ابو سعید خُدری سے، کہ تحقیق رسولِ خدا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ آیا میرے پاس جبرئیل، پس کہا کہ پروردگار فرماتا ہے کہ جانتے ہو کیونکر بلند کیا میں نے ذکر تمہارا؟ میں نے کہا کہ اللہ داناتر ہے۔ عرض کیا جبرئیل نے، کہ فرمایا ہے کہ جب ذکر کیا جاؤں میں، ذکر کیا جاوے تمہارا ساتھ میرے۔ کہا ابنِ عطاؒ نے کہ گردانا میں نے تمام ایمان ساتھ ذکر اپنے

[79] سورة النور ٢۴، آیة ٦٣

کے ساتھ تمہارے۔ اور کیا میں نے تمہارا ذکر، ذکر اپنا۔ جس نے تمہارا ذکر کیا، اُس نے میرا ذکر کیا۔ تمام ہوئی عبارت شفا کی۔

اِس سے صاف معلوم ہوا (کہ) جو ذکرِ خدا اور رسول سے مُعرِض ہوا، اور مکروہ و حرام کہے، (وہ) دشمن خدا اور رسول کا ہے۔ خدا محفوظ رکھے صحبت اُس کی سے مسلمانوں کو۔ اِس سبب سے کہ محب ذکرِ محبوب سے خوش ہوتا ہے اور ذکر دشمن کا مکروہ جانتا ہے۔ شعر[80]

اَعِدْ ذِکْرَ نُعْمَانٍ لَّنَا اِنَّ ذِکْرَہٗ
هُوَ الْمِسْكُ مَا کَرَّرْتَهٗ یَتَوَضَّعُ

(ہمارے سامنے نعمان کا بکثرت ذکر کر، بلاشبہ اس کا ذکر جتنی دفعہ کروگے کستوری کی طرح مہکے گا)

(۱۹) مشہور ہے جنگِ احد میں آنکھ قتادہؓ کی نکل پڑی۔ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے دستِ مبارک سے رکھ دی، اچھی ہو گئی۔

یا محمد، یارسول اللہ کہنا درست ہے

(۲۰) ایک اندھا آیا۔ اُس نے عرض کیا کہ آپ دعا فرمایئے کہ میری آنکھیں ہو جاویں۔ آپؐ نے فرمایا وضو کر اور نماز ادا کر، بعدہٗ یہ دعا پڑھ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ اِلٰی رَبِّكَ اَنْ یَّكْشِفَ بَصَرِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ قَالَ فَرَجَعَ فَقَدْ كَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصَرِهٖ

[80] مِہیار بن مرزویہ، ابو الحسن دیلمی (وفات ۴۲۸ھ)۔ اصل شعر اس طرح ہے: اَعِدْ ذکرَ نعمانٍ اَعدْ اِنَّ ذکرہٗ، منَ الطِّیبِ ما کرّرتَهٗ یتوضَّعُ

یہ حدیث صحاح ستّہ میں موجود ہے۔ اِس سے ثابت ہوا کہ یا محمدؐ یا رسول اللہ کہنا درست ہے۔ منکر ہونا نِدا اسے، انکار کرنا ہے ارشادِ رسولِ مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے۔ شعر[81]

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ
اِنَّمَا الْفَوْزُ وَالْفَلَاحُ لَدَیْكَ

به سلام آمدم جوابدم ده
مرهمے بر دلِ خرابم نه

بس بود جاه و احترام مرا
یک جواب از تو صد سلام مرا[82]

گر نه رفتم طریقِ طاعتِ تو[83]
هستم از عاصیانِ اُمّتِ تو

رحم کن بر من و فقیرِ من
دست بکشا بدستگیریِ من[84]

[81] ہفت اورنگ: مولانا عبد الرحمٰن جامی
[82] اصل: یک علیک از تو صد سلام مرا
[83] اصل: گر نہ رفتم طریقِ سنتِ تو
[84] اصل: دست ده بهر دستگیریِ من

آمدم زیرِ بارِ عصیاں پست[85]

افتم از پا اگر نگیری دست

(اشعار)

عفو فرما شہا گناہِ مرا

دمبدم دور کن سیاہِ مرا

جلوۂ می نما برائے خدا

رحم فرما بہ مستمند گدا

جائے دہ در حریمِ خویش مرا

مرہمے بخش سینہ ریش مرا

اشعار

خواہم از شوق دست بوس تو مرد

دست بیروں کن از یمانی بُرد

مہر روئے تو ہوش بُرد ز من

بنُما روئے خود ز بُردِ یمن

چوں توئی دیدہ ور بباغِ بلاغ

ہمچو نرگس ز سرمۂ ما زاغ

[85] اصل: ماندہ ام زیر بار عصیان پست

سُویم افگن ز مرحمت نظرے
باز کن بر رُخم ز لطف درے

بیت

هر چند نیم لائقِ درگاهِ سلاطین امید بامید
شاهاں چه عجب گر بنوازند گدا را گاهے به گاهے

بیت

اگرچه طاقتِ یک گردشِ نگاهم نیست
خدا کند همه نازش بجانِ من باشد
ازاں طرف نپزیرد کمالِ تو نقصاں
وزیں طرف شرفِ روزگارِ من باشد

(۲۱) ایک شخص کو استسقا ہو گیا۔ اُس نے آدمی کو بھیجا حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پاس۔ آپؐ نے ایک چُٹکی خاک کی اُٹھا کر اُس پر تھوک دیا، پھر اُس کے قاصد کو عنایت فرمائی۔ اُس نے لے لی تعجب کر کے، اور جانا کہ حضرت نے ہنسی کی۔ پھر جا کر اُس کو دی۔ اُس نے پانی میں گھول کر پی لی، وہ اچّھا ہو گیا۔

(۲۲) فریک کے باپ کی آنکھیں بالکل اندھی ہو گئی تھیں۔ حضرتؐ نے اپنا آبِ دہن [مبارک] لگا دیا، بینا ہو گیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اُس کو دیکھا اسّی برس کی عمر میں، اور دھاگا سوئی میں پروتا تھا۔

(۲۳) حضرت مرتضیٰ علی (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) کی آنکھیں دُکھتی تھیں دن خیبر کے۔ حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے آبِ دہن لگا دیا، شفا حاصل ہوئی۔

(۲۴) سَلمہ بن الاَکوَع کی پنڈلی ٹوٹ گئی جنگِ خیبر میں۔ حضرتؐ نے آبِ دہن لگا دیا، ثابت ہو گئی۔

(۲۵) زید بن معاذ کے پاؤں میں تلوار لگی، ٹخنے تک پہنچی۔ لعابِ دہن مبارک سے صحت ہوئی۔

(۲۶) حضرت علی مرتضیٰ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) سخت بیمار تھے، حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے دعا فرمائی اور لات ماری۔ پھر وہ بیمار نہ ہوئے کبھی۔

(۲۷) دن بدر کے، ابو جہل نے ہاتھ معوّض بن عَفرا کا قطع کر دیا بالکل۔ وہ اپنا ہاتھ اُٹھا کر لے آیا حضرتؐ کے پاس۔ آپ نے آبِ دہن مبارک سے جوڑ دیا، اچھا ہو گیا۔

(۲۸) خبیب کے بھی دن بدر کے شانہ پر زخم لگا، یہاں تک کہ جُھک گیا ایک طرف کو۔ حضرت [رسولِ خدا] صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے سیدھا کر دیا، پھر تھوک دیا اُس پر، صحیح ہو گیا۔

(۲۹) ایک عورت لڑکے کو لائی، وہ گونگا تھا۔ حضرت [صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ] نے پانی طلب فرما کر کلّی کی اور ہاتھ دھویا، پھر دے دیا اُس کو اور امر کیا کہ پلا دے اس پانی کو۔ اُس نے پلا دیا۔ پس گویا ہو گیا وہ لڑکا اور بہت ذی ہوش ہوا۔

(۳۰) ابن عباس (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) کہتے ہیں ایک عورت لائی اپنے بیٹے دیوانہ کو۔ آپ نے اُس کے سینہ پر ہاتھ پھیرا۔ اُس کے پیٹ سے کیڑا سیاہ نکلا اور جنون جاتا رہا۔

(۳۱) ایک عورت نے حضرت سے کھانا مانگا۔ آپ کھانا تناول فرماتے تھے۔ آپ نے آگے سے اُٹھا کر اس کو عنایت کیا۔ اور وہ بے شرم تھی۔ اُس نے عرض کیا کہ اپنے مُنہ کا نوالا مجھے

عنایت فرمایئے۔ حضرت نے نوالہ مُنہ سے اپنا عنایت کیا۔ اور عادت شریف تھی کہ کسی سائل کا سوال رد نہیں فرماتے تھے۔ پس کھالیا اُس عورت نے۔ پس کوئی عورت اُس سے مدینہ میں غالب حیا میں نہ تھی۔

(۳۲) حضرت مرتضیٰ علی (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) کے واسطے دعا فرمائی کہ الٰہی جاڑے گرمی سے انہیں نگاہ رکھ۔ پس تھے حضرت علی، کہ پہن لیتے تھے بیچ جاڑے کے کپڑے گرمی کے، اور گرمی میں کپڑے سردی کے۔ اور اُن کو نہ گرمی لگتی تھی نہ سردی۔

(۳۳) اور دعا فرمائی واسطے حضرت فاطمہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا کے کہ الٰہی بھوک ان کو نہ لگے۔ حضرت فاطمہؓ کہتی ہیں کہ اس کے بعد بھوک مجھے کبھی نہ لگی۔

(۳۴) عبد الرحمٰن بن عوف کے واسطے دعا برکت کی فرمائی۔ عبد الرحمٰن کہتے ہیں اگر میں پتھر اُٹھاتا ہوں، تو امید یہ ہوتی ہے کہ اس کے نیچے سونا پاؤں گا۔ اور اس قدر فتوح اللہ تعالیٰ نے اُن پر کی، کہ بعد مرنے [کے] اُن کے، اسّی اسّی ہزار ہر بی بی کو پُہنچے، اور چار بیبیاں تھیں۔ اور بعضی روایت میں ہے کہ لاکھ لاکھ پہنچے۔

علیٰ ہٰذا القیاس معجزے بیشمار حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے ظاہر ہوئے ہیں کہ کتبِ حدیث میں مرقوم ہیں۔ بمقتضائے مشتے نمونہ خروارے چند مسطور ہوئے۔ شعر

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

(مکمل)

۱۵۔ مرض الوفات

جب حضرت رسولِ مقبول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حجۃ الوداع سے فارغ ہوئے اور مدینہ شریف میں تشریف لائے۔ دوشنبہ (پیر) کو چھبیسویں (۲۶) تاریخ، مقاتلہ روم کے واسطے ارشاد کیا۔ ستائیسویں (۲۷) کو آپ کو تپ اور دردِ سر لاحق ہوا۔ سلخ (آخری تاریخ) صفر کو اپنے ہاتھ سے نیزہ بنا کر اُسامہ کو دیا اور فرمایا غزا[86] کر بیچ راہِ خدا کے۔ حضرت ابو بکر اور عمر اور عثمان (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ) کو حکم کیا کہ اُسامہ کے ساتھ جاویں۔ دسویں تاریخ ربیع الاوّل کی، تپ اور دردِ سر کا غلبہ ہوا۔ گیارہویں تاریخ اُسامہ رخصت ہونے کو حاضر ہوئے۔ آپ شدّتِ مرض سے طاقت کلام کی نہیں رکھتے تھے، ہاتھوں کو آسمان کی طرف اُٹھا کر دعا فرمائی۔ اُسامہ لشکر میں جا کر رات کو رہے۔ بارہویں تاریخ آستانۂ علیا پر حاضر ہوئے۔ اُس دن آپ کو فی الجملہ مرض سے تخفیف ہوئی تھی۔ اُسامہ کو رخصت کر کے فرمایا: غزا کر ساتھ برکت اللہ کے۔ جب تیاری کوچ کی کی، اُسامہ کو اُمّ اَیمن والدہ اُن کی نے پیغام بھیجا، کہ مزاجِ اشرف حضرت کا نہایت علیل ہے۔ اُسامہ نے ارادہ سفر کا فسخ کیا، اور اصحابِ جلیل القدر نے مراجعت کی۔

عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سے حضرتؐ نے خبر انتقال کی فرما دی تھی۔ اُن سے فرمایا تھا کہ جبرئیل آ کے ہر سال ایک بار رمضان میں قرآن کے دَور کیا کرتے تھے۔ اِس سال میں دو بار اتفاق ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب اِس جہان سے انتقال کروں گا۔

[86] غزا: جہاد، مذہبی جنگ۔ جمع: غزوات

اور حضرت علی سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو درمیان حیاتِ دُنیا کے اور لقاء اپنی کے مخیرّ (صاحبِ اختیار) کیا تھا۔ میں نے لقاءِ الٰہی اختیار کی۔ جب میں یہاں سے انتقال کروں، تم مجھ کو غسل دینا، [اور] جس قدر پانی ناف میں سماوے میری، اُس کو پی لینا، تا (کہ) میراث علوم پیغمبروں کی تم کو حاصل ہووے۔

اور شواہد النبوّت میں لکھا ہے کہ لوگوں نے حضرت علی (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) سے پوچھا سبب حافظہ کا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ بعد غسل کے، حضرت کی پلکوں میں پانی مجتمع ہو گیا تھا، میں نے پی لیا، یہ برکت اُس کی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ چہار شنبہ (بُدھ) کو رسولِ مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ پر تکیہ لگا کر، مسجد میں تشریف لا کر، بعد حمد و ثنا کے فرمایا کہ اے لوگو! عنقریب اِس جہان سے کوچ کرتا ہوں۔ جس کا حق میرے ذمّہ پر ہو، بتادو کہ ادا کروں۔ ایک نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ نے تین اوقیہ دینے کا وعدہ فرمایا تھا مجھ سے۔ آپ نے تین اوقیہ اُس کو دلوا دئے۔

جمعہ کو پھر مسجد میں رونق افروز ہو کر خُطبہ پڑھا، اور سب سے تبلیغ احکام کی فرمائی۔ پھر حضرت میمونہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا) کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں زیادہ غلبہ مرض کا ہوا۔ وہاں سے حضرت عائشہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا) کے گھر رونق افروز ہوئے۔ اُن کو دردِ سر تھا، اُس کی شکایت کی۔ حضرت نے فرمایا: اگر موت تیری واقع ہووے، اور میں زندہ رہوں، استغفار کروں واسطے تیرے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ افسوس آپ مرنا میرا چاہتے ہیں۔ اگر موت میری ہووے، اُسی دن عروسی کریں آپ غیر سے۔ شعر

در مردنم ایں نالہ نہ از رفتنِ جان است

از یار جدا میشوم ایں نالہ ازان است

حضرت (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نے فرمایا: بلکہ تاسّف انتقال میرے کا کر کہ قریب ہوا، اور تو زندہ بہت رہے گی بعد میرے۔ میں نے قصد کیا ہے کہ ابو بکر (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) کو خلیفہ کروں اپنا، تا (کہ) بعد میرے نزاع نہ ہو۔ پھر دل میں کہا میں نے، کہ موافق مرضی میری کے ہووے گا، اور اللہ تعالیٰ کفایت کرے گا۔ روایت کیا ہے اِس حدیث کو بخاری نے۔

پھر حضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ میمونہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں زیادت مرض کی ہوئی۔ ارشاد کیا کہ کل میں کہاں رہوں گا۔ ازواجِ مطہرات نے مرضی معلوم کرکے عرض کیا کہ خانۂ بی بی عائشہؓ میں رونق افروز ہوجئے۔ رسولِ مقبول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے بی بی عائشہؓ کے گھر آ کے بسترِ ناتوانی پر استراحت فرمائی۔ بیت

گرے بس فرشِ رنجوری پہ ایک بار

طبیبِ جاں ہوئے یوں ہائے بیمار

حضرت ابو بکر (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) نے عرض کیا: تیمار داری میں شرف حاصل کرنے کا امیدوار ہوں۔ فرمایا یہ امر ازواج پر شاق ہوگا۔ اور شدّتِ مرض سے حضرت بیقرار تھے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا یا رسول اللہ! اگر یہ حالت ہم میں سے کسی پر ہو، کیا حال ہو۔ فرمایا اے حبیبہ! یہ مرض صَعب ہے۔ حق تعالیٰ مخصوصوں پر اپنی بلائے سخت نازل کرتا ہے، اور اُس کے مکافات میں بڑے رتبے عنایت فرماتا ہے۔

ابو سعید خُدریؓ کہتے ہیں کہ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آکر ممبر پر بیٹھے۔ پس فرمایا کہ ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے مخیّر کیا درمیان دُنیا اور آخرت کے، اُس نے لقاءِ الٰہی اختیار کی۔ پس روئے ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، اور کہا فدا ہوویں باپ ماں میرے آپ پر۔ تعجّب کیا ہم نے حضرت ابو بکرؓ سے، کہ حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذکر کرتے ہیں کسی بندہ کا، اور یہ روتے ہیں۔ پیچھے معلوم ہوا کہ مخیّر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تھے، اور حضرت ابو بکرؓ بڑے جاننے والے تھے۔

ایک دن حضرتؐ نے اُمّ الدرداؓ سے پوچھا کہ میرے مرض کو لوگ کیا تشخیص کرتے ہیں۔ عرض کیا ذات الجنب کہتے ہیں۔ فرمایا یہ تشخیص غلط ہے، یہ مرض اثر (اُس) زہر کا ہے کہ یہودیہ نے گوشت میں ملا کر کھلایا تھا خیبر میں۔

اثر زہر کا اُس وقت ظاہر ہونا، واسطے پانے درجہ شہادت کے تھا، کہ یہ کمال بھی حاصل ہو جاوے حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو۔

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ آپ ایامِ مرض میں لیٹے تھے۔ میں نے تپ کے معلوم کرنے کے لئے ہاتھ اوپر چادر کے رکھا۔ اِس قدر گرمی تپ کی تھی کہ ہاتھ میرا جل گیا۔ بعد اس کے آپؐ نے حضرت فاطمہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا کو بُلا کر کان میں کچھ کہا۔ حضرت فاطمہؓ نے رو کر کہا: بیت

جانے کا جو قصدِ بادشہ ہے
آنکھوں میں مری جہاں سیہ ہے

حضرتؐ نے اور کچھ کان میں کہا، وہ یہ تھا کہ تو جلدی مجھ سے ملے گی۔ حضرت فاطمہؓ یہ سن کر خوش ہوئیں۔

اَنسؓ کہتے ہیں، کہ جب شدید ہوا مرض حضرتؐ پر، کہ بیہوش ہونے لگے۔ کہا حضرت فاطمہؓ نے، افسوس کیسی سختی مرض کی ہے میرے باپ پر۔ فرمایا حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے: بعد اِس دن کے، تکلیف ہر گز نہ ہوگی تیرے باپ پر۔ شعر

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

۱۶۔ وصال مبارک

ایامِ مرض میں بلال (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) ہر وقت نماز کی آپؐ کو خبر کرتے تھے۔ آپؐ مسجد میں تشریف لے جاکر نماز جماعت کی پڑھوایا کرتے تھے۔ آخر مرض میں، بسبب [شدّت] مرض کے، تین روز مسجد میں نہ آسکے۔ نمازِ عشاء میں بلالؓ نے عرض کیا: اَلصَّلٰوۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ آپؐ نے فرمایا اب آنے کی طاقت نہیں ہے، ابو بکر کو کہو کہ نماز پڑھوادے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو بکر رقیق القلب ہیں، آپؐ کے مقام پر کھڑے نہ ہو سکیں گے، عمر کو ارشاد ہو۔ آپؐ نے غصّہ ہو کر فرمایا کہ ابو بکر کو کہو۔ بلالؓ روتے ہوئے آئے اور حضرت ابو بکرؓ کو کہا کہ حضرتؐ نے تمہیں حکم امامت کا فرمایا ہے۔ حضرت ابو بکر [رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ] نے سترہ (۱۷) نمازیں آپؐ کے مرض میں پڑھوائیں۔ اور امامتِ صغریٰ دلیل ہے خلافتِ کبریٰ پر۔ پس آپؐ نے اپنے سامنے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو قائم مقام اپنا کیا۔ اور نصِ جلی اوپر خلافت حضرت ابو بکر صدیقؓ کے یہ حدیث صحیح ہے:

اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوِيَّةُ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِيْ "فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ"، وَالْخَطِيْبُ فِيْ "تَالِي التَّلْخِيْصِ"، وَابْنُ عَسَاكِرَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾، جَاءَ الْعَبَّاسُ اِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ: انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنْ كَانَ هٰذَا الْاَمْرُ لَنَا مِنْ بَعْدِهٖ لَمْ تُنَازِعْنَا فِيْهِ قُرَيْشٌ، وَاِنْ كَانَ لِغَيْرِنَا سَأَلْنَاهُ الْوَصَاةَ بِنَا. قَالَ: لَا. قَالَ الْعَبَّاسُ: فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرًّا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ. فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْفَتِيْ عَلٰى دِيْنِ اللّٰهِ وَوَصِيُّهٗ، وَهُوَ مُسْتَعْرِضٌ، فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا تَهْتَدُوْا وَتُفْلِحُوْا، وَاقْتَدُوْا بِهٖ تَرْشُدُوْا. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَمَا وَافَقَ اَبَا بَكْرٍ عَلٰى رَأْيِهٖ وَلَا وَاذَرَهٗ عَلٰى اَمْرِهٖ وَلَا اَعَانَهٗ عَلٰى شَأْنِهٖ اِذْ خَالَفَهٗ اَصْحَابُهٗ فِيْ اِرْتِدَادِ الْعَرَبِ اِلَّا الْعَبَّاسُ. قَالَ: فَوَاللّٰهِ فَمَا عَدَلَ رَأْيَهُمَا وَجَزْمَهُمَا رَأْيَ اَهْلِ الْاَرْضِ اَجْمَعِيْنَ.[87]

ترجمہ: روایت کیا ہے ابن مردویہ اور ابو نُعَیم نے بیچ فضائلِ صحابہ کے، اور خطیب اور ابنِ عساکر نے ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے، (انہوں نے) کہا کہ جب نازل ہوئی سورۂ اِذَا جَآءَ، آئے عباسؓ طرف علیؓ کے۔ پس کہا چلو ہمارے ساتھ طرف رسولِ خدا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے۔ اگر ہووے امر خلافت کا واسطے ہمارے بعد حضرت کے، جھگڑا نہ کریں ہم سے بیچ اُس کے قریش۔ اور اگر ہووے واسطے غیر ہمارے کے، سوال کریں ہم حضرتؐ سے وصیّت اپنے واسطے۔ کہا حضرت علیؓ نے، میں نہیں جاتا۔ کہا حضرت عباسؓ نے، گیا میں رسولِ خدا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ [کے] پاس پوشیدہ۔ میں نے ذکر کیا خلافت کا حضرتؐ سے۔ پس فرمایا حضرتؐ نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے کر دیا ابو بکر کو خلیفہ میرا، اور وصی اوپر دین اپنے

[87] الدر المنثور في التفسير بالمأثور، الإمام جلال الدين السيوطي

کے، اور وہ خلیفہ ہوویں گے۔ پس فرمانبر داری اور اطاعت اُن کی کرنا، تم ہدایت اور فلاح پاؤ گے۔ اور پیروی کرنا اُن کی، راہِ راست پاؤ گے۔ کہا ابنِ عباسؓ نے، پس موافقت نہ کی حضرت ابو بکرؓ کی اوپر عقل اُن کی کے، اور تقویت اُن کی اوپر امر اُن کے کے، اور مدد نہیں کی اوپر امر [اُن] کے کے، جب خلاف کیا تھا اُن کا اصحاب اُن کے نے، بیچ مقدمہ مرتد ہونے عرب کے، مگر عباسؓ نے۔ کہا ابنِ عباسؓ نے، پس قسم ہے اللہ کی، کہ نہیں برابر ہوئی عقل اور دانائی اُن دونوں کی، عقل لوگوں سارے زمین والوں کی (سے)، بلکہ سب سے زیادہ تھی۔ تمام ہوا ترجمہ حدیث کا۔

اور اُنہیں دنوں میں جبرئیلؑ نے آکر عرض کیا کہ جنابِ الٰہی نے مزاجِ مبارک پوچھا ہے۔ فرمایا نہایت محزوں ہے۔ اسی طرح دو دن اور جبرئیلؑ مزاج پُرسی کے واسطے حاضر ہوئے۔ تیسرے دن ہمراہ اسماعیلؑ اور عزرائیلؑ کے حاضر ہو کر استفسار مزاجِ مبارک کیا۔ اور عرض کیا کہ عزرائیل دروازہ پر حاضر ہے، اِذن آنے کا مانگتا ہے۔ قبل آپ کے نہ بعد آپ کے، کسی سے اذن اِس نے نہیں مانگا۔ حضرت (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نے حکم فرمایا۔ ملک الموت حاضر ہوا، اور سلام کر کے عرض کیا کہ مجھ کو حق تعالیٰ نے آپ کا فرمانبر دار کیا ہے، اگر مرضی مبارک ہو، روح کو آپ کی قبض کر کے عالمِ بالا کو پہنچاؤں، وَاِلّا مراجعت کروں۔ رسولِ مقبول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جبرئیلؑ کی طرف دیکھا۔ جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لقائے عالم آرائے کا مشتاق ہے۔ حضرتؐ نے عزرائیلؑ کو ارشاد کیا کہ تو جس امر کا مامور ہے (وہ) بجالا۔ ملک الموت قبضِ روح میں مشغول ہوا۔ سکراتِ موت سے رنگ چہرۂ نازنین کا گاہے سُرخ گاہے زرد ہو تا تھا، اور جبینِ مبیں پر عرق آتا تھا۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اجلّ نِعَم[88] خداوندی سے ہے کہ حضرتؐ نے وفات پائی میرے گھر میں، میری نوبت[89] میں، اور درمیان سینہ اور گردن میری کے۔ اللہ تعالیٰ نے جمع کیا درمیان آبِ دہن میرے کے اور حضرت[صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ] کے۔ نزدیک وفات کے، عبدالرحمٰن (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) بھائی میرا آیا، اُس کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ اور میں تکیہ دئے ہوئے بیٹھی تھی پیغمبرِ خدا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو۔ میں نے دیکھا کہ حضرتؐ مسواک دیکھتے ہیں۔ اور میں جانتی تھی کہ حضرتؐ دوست رکھتے ہیں مسواک کو۔ میں نے عرض کیا کہ آپؐ کو مسواک دوں۔ آپ نے اشارہ کیا۔ میں نے لے کر حضرتؐ کو دی۔ وہ سخت تھی، میں نے نرم کی اپنے دندان سے۔ حضرتؐ نے اپنے منہ میں لے کر استعمال کیا۔ اور آپ کے سامنے لگن[90] تھا پانی کا، دونوں ہاتھ پانی میں ڈال کر مُنہ کو ملا۔ اور فرماتے تھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ موت کی تکلیفیں ہیں۔ پھر ہاتھ اُٹھا کر کہا: اختیار کیا میں نے رفیقِ اعلیٰ کو۔ اور انتقال فرمایا، اور جُھک گیا دستِ مبارک۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ شعر

فَاِنْ قَالَ لِیْ مُتْ مُتُّ سَمْعًا وَّ طَاعَةً
وَ قُلْتُ لِدَاعِیِ الْمَوْتِ اَهْلًا وَّ مَرْحَبًا

[88] نِعَم: نعمت کی جمع

[89] نَوبت: باری، دفعہ

[90] لَگَن: طشت، پرات، ٹب

رباعی

منگر که دلِ ابنِ یمیں پُر خوں شد
بنگر که ازیں سرائے فانی چوں شد

مصحف بکف و پا بره و دیده به دوست
با پیکِ اجل خنده زناں بیروں شد

بیت

جنازہ دوش پر اپنے وہ رکھ کر لے چلا میرا
گماں ہے تختۂ تابوت پر تختِ سلیماں کا

کہا حضرت فاطمہ [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا] نے اُس وقت: اے باپ میرے! بہشتِ بریں جگہ تمہاری، اے باپ میرے! گئے پروردگار [کے] پاس کہ حق تعالیٰ نے بُلایا ہے، اے باپ میرے! طرف [جبرئیل کے] [91] روتی ہوں اور خبر پُہنچاتی ہوں۔

مواہبِ لدنّیہ میں لکھا ہے کہ وقت وفات کے، حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو مفارقت حضرتِ عائشہ صدیقہؓ کی شاق تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تصویر حضرت عائشہؓ کی بہشت میں دکھادی، تا بخوشی تمام انتقال فرماویں۔ سُبحان اللہ! کیا پاسِ خاطر اپنے حبیب کا ہے کہ کسی وقت ناخوشی اُن کی منظور نہیں۔

بعض صحابہ اِس حادثۂ جانگداز سے مسلوب الحواس ہوئے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کہ شمشیر برہنہ کرکے کہتے تھے: جو کوئی کہے گا کہ حضرتؐ نے انتقال کیا، اُس کی گردن ماروں گا۔

[91] ایڈیشن ۱۹۲۰: طرف تربت کی روتی ہوں

حضرت ابو بکرؓ لوگوں کو پریشان دیکھ کر حجرۂ عائشہ [صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا] میں گئے۔ چادر روئے مبارک سے اُٹھا کر پیشانی کو چوما، اور کہا فدا ہوں آپ پر والدین میرے، پاکیزہ رہے حیات اور ممات میں۔ پھر باہر آکر حضرت عمر [رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ] کو نصیحت کی، کہ (کیا) تم بھول گئے اِس آیت کو

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ۝[92]

(بے شک آپ کو انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے)

اور بیچ بخاری شریف کے یہ روایت ہے کہ حضرت ابو بکر نکلے اور حضرت عمر کلام کر رہے تھے لوگوں سے۔ حضرت ابو بکر [رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ] نے فرمایا حضرت عمر کو کہ بیٹھو۔ حضرت عمرؓ نہ بیٹھے۔ پس متوجہ ہوئے لوگ طرف حضرت ابو بکرؓ کے، اور چھوڑ دیا حضرت عمرؓ کو۔ پس کہا حضرت ابو بکر [رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ] نے بعد حمد و صلوٰۃ کے: جو شخص تھا تم میں سے کہ عبادت کرتا تھا حضرتؐ کی، پس حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے انتقال کیا، اور جو عبادت کرتا تھا اللہ کی، پس اللہ تعالیٰ زندہ ہے، فرمایا ہے اللہ عزوجل نے

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِہِ الرُّسُلُ... اِلٰی قَوْلِہٖ شَاکِرِیْنَ۝[93]

[92] سورة الزمر ٣٩، آية ٣٠

[93] سورة آل عمران ٣، آية ١٤٤: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ۝ ترجمہ: اور محمد تو ایک رسول ہیں، ان سے پہلے اور رسول ہو چکے، تو کیا اگر وہ انتقال

ترجمہ: نہیں ہے محمد مگر رسول، تحقیق گزرے ہیں پہلے اُن کے بہت رسول، اگر وفات پاویں یا شہید ہو جاویں، پھر جاؤگے تم طرف دین اوّل کے؟ اور جو مرتد ہو گا، پس ہر گز ضرر نہ کرے گا کسی چیز میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کو۔ اور قریب ہے کہ اللہ جزا دے گا شکر کرنے والوں کو۔

اِس آیت کو لوگ بھولے ہوئے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کے پڑھنے سے لوگوں کو یاد ہو گئی۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ جب میں نے سُنا اس آیت کو، کہ پڑھا حضرت ابو بکرؓ نے، جانا میں نے کہ رسولِ مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انتقال کیا۔ بلا شک بعد اِس کے تعزیتِ اہلِ بیت کو گیا، اور کہا کہ سامان غسل کا کرو۔ اہلِ بیت نے تیاری غسل کی کی۔ اُس وقت آواز غیب سے آئی

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ. کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ. وَاِنَّمَا تُوَفُّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ.

حضرت علیؓ نے کہا کہ یہ حضرت خضر (عَلَیْہِ السَّلَامُ) ہیں کہ تعزیت کرتے ہیں۔

بعد اس کے حضرت علیؓ اور عبّاسؓ اور قُثَمؓ اور فَضلؓ اور اُسامہؓ اور شقرانؓ متولّی غسل شریف کے ہوئے۔ اور کفن کو خوشبو کیا۔ بعد تکفین کے حضرتؐ کو حُجرۂ شریفہ میں رکھا۔ اور سب باہر آئے بموجب وصیّت کے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ایک ساعت مجھے اکیلا چھوڑ دینا کہ پہلے میرے جنازہ کی نماز خداوند بے نیاز پڑھے گا۔

فرمائیں یا شہید ہوں، تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ اور جو الٹے پاؤں پھرے گا، اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا۔ اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔

بیت

من مرده و دوست در نمازم

سبحان اللّٰہ بخود بنازم

بعدہٗ جبرئیل ساتھ ملائکہ کے پڑھیں گے، پھر تم پڑھو۔

بعد ایک ساعت کے آواز غیب سے آئی کہ اندر آؤ اور نماز پڑھو۔ ہر ایک آتا تھا اور نماز بغیر امامت کے پڑھ [پڑھ] جاتا تھا۔ وقت چاشت کے دوشنبہ (پیر) کو، بارھویں تاریخ ربیع الاول کی، حضرت سرورِ کائنات عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ نے اِس دارِ پُرملال سے انتقال فرمایا۔ دو دن تک مردم نماز میں مشغول رہے۔ چہار شنبہ (بُدھ) کو حجرۂ شریفہ میں دفن کیا۔ اور قبرِ مبارک بغلی تھی۔ اشعار

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِیْ التُّرْبِ اَعْظُمُہٗ

وَطَابَ مِنْ طِیْبِھِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ

فِیْہِ الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

حضرت فاطمہ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا) نے پوچھا کہ رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دفن کر آئے، کس طرح تمہارے دل نے قبول کیا؟ عرض کیا حکمِ ربّانی سے چارہ نہیں۔ پھر حضرت فاطمہؓ مزار پُر انوار پر گئیں اور قبضہ خاکِ پاک قبرِ اطہر سے اُٹھا کر آنکھوں سے لگایا۔ اور یہ اشعار پڑھے۔ اشعار

مَا ذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدٍ

اَنْ لَا یَشُمَّ مَدَّ الزَّمَانِ غَوَالِیَا

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّھَا
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

وقت انتقال حضرتؐ کے، روزِ روشن بے نور ہو گیا تھا۔ اَنسؓ کہتے ہیں کہ مدینہ میں کوئی روز روشن تر نہ ہوا اُس دن سے کہ آپ داخل ہوئے تھے، اور بے نور وہ دن کہ جب انتقال کیا اِس جہان سے۔ اور حضرت[صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ] کو مخیّر کیا تھا کہ اگر مرضی مبارک ہو، مدفن فیض مخزن بیچ روضۂ رضواں کے ترتیب دیں۔ اور اگر اختیار فرماویں، بیچ زاویہ خاک کے آرامگاہ معیّن کریں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ دل نہیں چاہتا ہے کہ اُمّت کو چھوڑ کر نکل جاؤں، کہ فرمایا ہے اللہ سُبۡحَانَہٗ نے

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ وَاَنۡتَ فِيۡهِمۡ[94]

(اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب! تم ان میں تشریف فرما ہو)

جب تک میں ان میں رہوں گا، عذابِ دنیا اور آخرت سے امن میں رہیں گے۔ ابیات

یارب بحقِ رسولِ کونین
ادنیٰ ہے مقام جس کا قوسین

دے جرعۂ راوقِ محبّت
کُھل جائے جو مجھ پر سرِّ وحدت

عشق اپنا اور اپنے دوست کا دے
اُلفت دو جہان کی بُھلا دے

[94] سورة الانفال ٨، آیة ٣٣

بیہوش کر اپنا رُخ دکھا کے
صدقے سے بتولِؓ پارسا کے

دے دونوں جہاں میں امن اور چین
یارب بہ توسّلِ امامین

(اشعار فارسی[95])

خدا در اِنتظارِ حمدِ ما نیست
محمد چشم بر راہِ ثنا نیست

خدا مدح آفرینِ مصطفیٰ بس
محمد خادمِ حمدِ خدا بس

مناجاتے اگر باید بیاں کرد
بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد

محمد از تو می خواھم خدا را
الٰھی از تو عشقِ مصطفیٰ را

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّہِمِ

تَمَّتْ

[95] حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید، دیوانِ مرزا مظہر

حوالہ جات

مندرجہ ذیل کتب ورسائل اور ذرائع سے اس کتاب کی ترتیب وتخریج میں مدد لی گئی، یا جن کا تذکرہ اس رسالہ میں شامل ہے۔

عربی کتب

1. القرآن الكريم
2. الدر المنثور في التفسير بالمأثور، الإمام جلال الدين السيوطي
3. الصحيح البخاري، الإمام محمد بن إسماعيل البخاري
4. قصيده بُرده شريف، از الإمام أبو عبد الله محمد بن سعيد البوصيري الشاذلي
5. المواهب اللدنّيه، الإمام أحمد بن محمد القسطلاني
6. تاريخ دمشق، الإمام ابن عساكر الدمشقي
7. سيرتِ حلبيه، الإمام على بن برهان الدين الحلبي الشافعي
8. ديوان متنبي، أبو الطيب أحمد بن الحسين المتنبّي، م٣٥٣ھ
9. كتاب مُخُّ العِبادَةِ لِأَهلِ السُّلُوك والإِرادَة، جمعه: السيد عبد الله بن مصطفىٰ العَيدرُوس، المتوفى ١١٩٢ھ
10. المِنَح المكية في شرح الهمزية، الامام ابن حجر الهيتمي الشافعي، دار المنهاج ٢٠٠٥م
11. ديوان: مهيار بن مرزويه، أبو الحسن الديلمي، المتوفى 428ھ

فارسی کتب

1. دیوان حافظ شیرازی، مترجم اردو: مولانا قاضی سجاد حسین، پروگریسو بکس، اردو بازار، لاہور
2. دیوانِ مرزا مظہر (فارسی)، از مرزا مظہر جانِ جاناں علوی دہلوی شہید
3. دیوان ناصر سرہندی (فارسی)، از ناصر سرہندی
4. مثنوی ہفت اورنگ، مولانا عبد الرحمٰن جامی (وفات ۸۹۸ھ)، چاپ اول ۱۳۷۸، تہران، ایران

اردو کتب

1. کنز الایمان، اردو ترجمہ قرآن، از امام احمد رضا خان قادری بریلوی
2. عرفان القرآن، اردو ترجمہ قرآن، از ڈاکٹر محمد طاہر القادری
3. ذکر السعیدین فی سیرت الوالدین، از شاہ محمد معصوم مجددی
4. منتخب دیوانِ جرأت۔ میاں یحییٰ امان المعروف قلندر بخش جرأت دہلوی، مطبع نظامی، کانپور
5. قصیدہ بردہ شریف مع شرح ملا علی قاری، اردو ترجمہ از مولانا محمد افضل منیر، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، جولائی 2005